سہ ماہی

الہدیٰ

سویڈن

برموقع افتتاح

مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن

ڈنمارک کی پہلی مسجد

اکتوبر تا دسمبر 2009

مجلس انصاراللہ سویڈن کی تعلیمی وتربیتی وادبی سرگرمیوں کا ترجمان مجلّہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام
برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ سویڈن

بسم اللہ الر حمٰن الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔نحمدہ، و نصلی علیٰ رسولہِ الکریمؐ و عبدہِ المسیح الموعودؑ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هو النَّاصر

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ مجلس انصار اللہ سویڈن سالانہ اجتماع منعقد کر رہی ہے۔اس موقع کے لئے صدر مجلس نے مجھ سے پیغام کی درخواست کی ہے۔موجودہ حالات کے مدنظر پیغام کیا ہونا چاہئے یہ تو روز بروز واضح ہوتا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آج کا مسلمان دین خدا اور رسول ﷺ کی ہدایات اور احکامات کو یا بھول گیا ہے یا انہیں جاننا اور ماننا ہی نہیں چاہتا اور اس وجہ سے اس سے ایسی گندی اور وحشیانہ حرکتیں سرزد ہونے لگی ہیں کہ جن کی وجہ سے دشمن اب قرآن کریم کو ایک ممنوعہ کتاب قرار دینے کا مطالبہ کرتا سنائی دیتا ہے۔تعجب تو یہ کہ اسلام کو بدنام کرنے والا یہی مسلمان یہ فیصلہ بھی کرنا چاہتا ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں۔

موجودہ حالات کے پیش نظر میرا خاص پیغام یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اسنے حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق کہ وہ اسلام کی گری ہوئی حالت سے نکالے گا اور سارے بنی نوانسان کو محمد ﷺ کے جھنڈے تلے اکٹھا کرے گا اور اسلام کا غلبہ ساری دنیا پر قائم کریگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں بھیجا ہے اور ہم اور آپ خوش قسمت ہیں کہ ہم نے امام وقت کو پہچانا اور مسیح موعود کے مشن یعنی فتح اسلام کی جدوجہد میں شریک رہنے کا بیعت کے ذریعہ وعدہ کیا ہے۔اللہ تعالیٰ آپکو ان وعدوں پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ تو آپ کو علم ہی ہوگا کہ اسلام کے زوال کی ایک خاص وجہ خلافت کی اہمیت اور اس کے احترام کو نظرانداز کر دینا تھا اور جو برکات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں ان کو نہ سمجھنے اور خلافت کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کو اٹھا لیا اور اسلام کمزور ہوتا چلا گیا۔اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے اور ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے تو اس نعمت کی قدر کریں اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جائیں۔اور آگے اپنی نسلوں کو بھی قربانیوں کے یہی درس پڑھاتے اور سکھاتے چلے جائیں۔اللہ آپ کو اسکی توفیق دے۔آمین

اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا باعث بنائے اور زیادہ سے زیادہ انصار کو اس میں شامل ہو کر اس کے روحانی اور دینی ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفة المسیح الخامس

هُوَالَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی

سہ ماہی

اَلْھُدٰی

سویڈن

جلد 12 1388 ہجری شمسی، 1430 ہجری قمری بمطابق اکتوبر تا دسمبر 2009 شمارہ 3

فہرست

خصوصی پیغام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ	1
قال اللہ تعالیٰ	2
قال الرسول اللہ ﷺ	3
کلام الامامؑ امام الکلام	4
خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	6
صداقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ	12
جمال گھوٹا	16
لطائف	17
تعمیر مسجد نصرت جہاں ڈنمارک	18
بونسائی	25
غزل	26
رپورٹ مجلس انصار اللہ	27
محترم شاہ صاحب کے ساتھ ایک مجلس	28
رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ	29

زیرِ نگرانی

انور احمد رشید

قائم مقام صدر مجلس انصار اللہ سویڈن

مدیر

ڈاکٹر انس احمد رشید

نائب مدیر

سجاد احمد

ڈاکٹر شریف احمد

معاونین

راجہ مبشر سعید

محمد اسحق ورک

مرزا بشارت احمد

قمر سہیل رشید

قال اللہ تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ
الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ○
وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○

(سورۃ بنی اسرآئیل 17:79-80)

سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔
اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجّد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

(اردو ترجمہ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

”منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور

فجر ہے“۔اور فرمایا

:”کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی

نماز میں ہے“۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب ذکر العشاء)

کلام الامام امام الکلام

خدا کی ذات ہر یک عیب سے پاک ہے اور ہر ایک نقصان سے مبرّا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی
اس کی تعلیم کی پیروی کر کے عیبوں سے پاک ہو۔

جو شخص چاہتا ہے کہ اِسی دنیا میں اُس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے
پس چاہئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام

’’اور اُس کی رحمتیں دو قسم کی ہیں (۱) ایک وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور پذیر ہیں جیسا کہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا اور تمام ذرّات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیّا کی گئیں اور یہ سب اُس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے۔ نہ ہمارا کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شدھ کرم کے سبب سے بنائی گئی۔ غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اس کے عملوں سے پہلے ظاہر ہو چکی ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں۔

(2) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتّب ہوتی ہے اور اس کی تصریح کی کچھ ضرورت نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف میں وارد ہے کہ خدا کی ذات ہر یک عیب سے پاک ہے اور ہر ایک نقصان سے مبرّا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی اس کی تعلیم کی پیروی کر کے عیبوں سے پاک ہو۔ اور وہ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل: 73) یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا اور اُس ذات بیچون کا اس کو دیدار نہیں ہو گا وہ مرنے کے بعد بھی اندھا ہی ہو گا اور تاریکی اس سے جُدا نہیں ہو گی کیونکہ خدا کے دیکھنے کیلئے اِسی دنیا میں حواس ملتے ہیں اور جو شخص ان حواس کو دنیا سے ساتھ نہیں لے جائے گا وہ آخرت میں بھی خدا کو دیکھ نہیں سکے گا۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے صاف سمجھا دیا ہے کہ وہ انسان سے کس ترقی کا طالب ہے اور انسان اس کی تعلیم کی پیروی سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔

پھر اس کے بعد وہ قرآن شریف میں اس تعلیم کو پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اِسی دنیا میں دیدارِ الٰہی میسر آ سکتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکہف: 111) یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اِسی دنیا میں اُس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے پس چاہئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی عمل اس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں، نہ اُن کی وجہ سے دل میں تکبّر پیدا ہو کہ مَیں ایسا ہوں اور ایسا ہوں، اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں، اور نہ اُن میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو۔ بلکہ چاہئے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ اس کے یہ بھی چاہئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج، نہ چاند، نہ آسمان کے ستارے، نہ ہوا، نہ آگ، نہ پانی، نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے۔ اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا اُن پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں۔ اور نہ

اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کے قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز۔ بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت رُوح گری رہے اور دُعاؤں کے ساتھ اس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے۔ اور اس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و پا بھی ہے اور اُس کے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صافی اور شیریں۔ پس اُس نے اُفتاں و خیزاں بہر حال اپنے تئیں اس چشمہ تک پہنچا دیا اور اپنی لبوں کو اس چشمہ پر رکھ دیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا۔

اور پھر قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (سورۃ الاخلاص) یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے۔ نہ کوئی ذات اُس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی اَنادی اور اکال ہے، نہ کسی چیز کے صفات اُس کی صفات کے مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی معلّم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اُس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں اور بایں ہمہ غیر محدود ہے۔ انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں۔ اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے۔ ایسا ہی انسان کی پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے۔ لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج، اور غیر محدود ہے۔ کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں۔ اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہوگا۔ اس لئے اس کی توحید قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو۔ پھر اس سے آگے آیت ممدوحہ بالا کے یہ معنے ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ غنی بالذات ہے۔ اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی۔ یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے۔ اور اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ (النحل:91) یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور عدل پر قائم ہو جاؤ۔ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو تو پھر احسان کرو۔ یعنی ایسے لوگوں سے سلوک اور نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی اور اگر اس سے بھی زیادہ کامل بننا چاہو تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکر یا ممنون منّت کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو۔ جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے فقط اپنے طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے۔ فرمایا کہ خدا تمہیں اس سے منع کرتا ہے کوئی زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ یا سچی ہمدردی کرنے والے کے کافر نعمت بنو۔ اور اِسی آیت کی تشریح میں ایک اور مقام میں فرماتا ہے۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر:10,9) یعنی کامل راستباز جب غریبوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں تو محض خدا کی محبت سے دیتے ہیں نہ کسی اور غرض سے دیتے ہیں اور وہ انہیں مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ یہ خدمت خاص خدا کے لئے ہے۔ اس کا ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر کرو“۔ (”لیکچر لاہور“۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 153 تا 156)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

حکیم اور عزیز خدا سے تعلق جوڑ کر اور اس کے حکموں پر عمل کر کے ہمارے اندر بھی حکمت اور دانائی پیدا ہوگی۔

ایک مومن اپنے ضرورت مند بھائیوں کی ضرورت کے لئے، دینی ضروریات کے لئے، غلبۂ اسلام کے لئے جو مال خرچ کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ سے یہ سودا کر رہا ہوتا ہے کہ اس ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید جذب کرنے والا بنے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا جسے اللہ قبول فرماتا ہے پاک کمائی میں سے ہو۔ ایسی کمائی نہ ہو جو دھوکے سے کمائی گئی ہو، جو غریبوں کو لوٹ کر کمائی گئی ہو۔

تحریک جدید اور وقف جدید میں نومبائعین کو خاص طور پر ضرور شامل کریں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 9/نومبر 2007ء
بمطابق 9/نبوت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ .

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ـ اُوْلٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ـ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (التوبة:71)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت میں، جیسا کہ ترجمہ سے سب نے سن لیا، مومن مردوں اور مومن عورتوں کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خوبصورت نشانیاں یا صفات جس گروہ یا جماعت میں پیدا ہو جائیں وہ حقیقی ایمان لانے والوں اور ایمان لانے والیوں کی جماعت ہے۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنین کی جماعت کی سات خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔

پہلی خصوصیت یہ کہ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ ایسے محبت کرنے والے ہوتے ہیں جو ہر وقت ایک دوسرے کی مدد پر کمر بستہ ہوں۔

دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں،نیکیوں کا پرچار کرنے والے ہیں۔جہاں وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر چاہتے ہیں، دوسروں کے لئے بھی خیر چاہنے والے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نیکیاں قائم کر کے اور پیار اور محبت قائم کر کے ایک ایسی جماعت بنا دیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر سچے دل سے عمل کرنے والی ہو۔

تیسری بات یہ بیان فرمائی کہ بری باتوں سے روکتے ہیں۔ ہر ایسی بات جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نفی ہوتی ہے اس سے روکتے ہیں۔ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنے والے ہیں۔ظالم کو ظلم سے روکنے والے ہیں اور مظلوم کی دادرسی اور مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔اس کے لئے اگر قربانی بھی کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتے تا کہ امن،سلامتی،محبت پیار اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو۔

اور چوتھی بات یہ بیان فرمائی کہ نماز قائم کرتے ہیں۔نماز جو کہ دین کا ستون ہے جس کے بارے میں حکم ہے کہ اس کا خاص خیال رکھو ورنہ مومن ہونے کا دعویٰ بے معنی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ پر نماز کی تاکید فرمائی ہے۔آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے“۔

(ملفوظات جلد 3صفحہ247مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف۔تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے“۔جتنے بھی ورد ہیں ان کا مجموعہ یہی نماز ہے ”اور اس سے ہر قسم کے غمّ وہمّ دُور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں“۔(ملفوظات جلد 5صفحہ432مطبوعہ لندن)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز کو سنوار کر پڑھنا،وقت پر پڑھنا،جماعت کے ساتھ پڑھنا،یہ ایک مومن کی خصوصیات ہیں اور ہونی چاہئیں۔

پھر پانچویں بات یہ بتائی کہ مومن زکوٰۃ دیتے ہیں،اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔اس کی تفصیل میں آگے جا کر بیان کروں گا۔

اور چھٹی بات یہ بیان کی کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر خوشدلی سے عمل کرتے ہیں۔

اور ساتویں بات یہ کہ ایسے مومن جو اِن خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے ایمان والوں سے ہمیشہ رحمت اور شفقت کا سلوک فرماتا ہے۔

ہمیشہ یاد رکھو کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کی یہ خصوصیات اس خدا نے بیان کی ہیں جو بہت حکمت والا اور کامل غلبہ والا ہے۔پس اس حکیم اور عزیز خدا سے تعلق جوڑ کر اور اس کے حکموں پر عمل کر کے ہمارے اندر بھی حکمت اور دانائی پیدا ہوگی تبھی ہمارے اندر اس حکمت کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے سے پیدا ہوئی یا ہوگی، جماعتی مضبوطی، انصاف اور عدل قائم ہوگا۔اس حکمت کی وجہ سے من حیث الجماعت ہمارے اندر سے جہالت کا خاتمہ ہوگا اور ہم عقل اور حکمت سے چلتے ہوئے جہاں اپنے آپ کو مضبوط کرتے چلے جائیں گے، آپس میں محبت اور بھائی چارے کو بڑھانے والے بنیں گے، وہاں اس پُر حکمت پیغام کو، اُس پیغام کو جو خدائے واحد و یگانہ کا فہم و ادراک حاصل کروانے والا پیغام ہے، اس پیغام کو جسے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور امام الزمان کو دنیا میں ہر بشر تک پہنچانے کے لئے بھیجا ہے اس مسیح و مہدی کی غلامی میں دنیا میں اس پیغام کو ہم پھیلانے والے بنیں گے اور پھر نتیجتاً اس غلبہ کو دیکھنے والے بنیں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔اپنے اندر یہ خصوصیات پیدا کر کے ہم اُن انعامات کے وارث بنیں گے جن کا خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔

پس یہ خوشخبری ہے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ اگر تم ان خصوصیات کے حامل ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کے اس عظیم پیغام کو جس کا ہر ہر لفظ اپنے اندر حکمت کے سمندر لئے ہوئے ہے۔ دنیا میں پھیلانے والے اور اسلام کے غلبہ کے دن دیکھنے والے بن سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو بننے اور اس سے فیض اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر کم از کم وہ خصوصیات پیدا کرنے کی کوشش کریں جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی صفت جو عزیز اور حکیم ہے، اس سے فیضیاب ہو سکیں۔ یہ خصوصیات ہم اپنے میں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تو تب ہی وہ غالب اور حکیم خدا ہماری زبانوں کو وہ طاقت عطا فرمائے گا جس سے اللہ تعالیٰ کا حکیمانہ پیغام دنیا کو پہنچا کر ہم اسلام اور احمدیت کا غلبہ دیکھ سکتے ہیں۔

پس اس اہم مقصد کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنا چاہئے تاکہ جو عہد بیعت اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے کہ ہم جان، مال، وقت اور عزت کو اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے، اس کو پورا کرنے والے بنیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ زکوٰۃ کے بارے میں بعد میں بیان کروں گا اب مَیں اس طرف آتا ہوں جو زکوٰۃ یا مالی قربانی کا مضمون ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ جو نومبر کا مہینہ ہے اس میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے۔ اکتوبر میں تحریک جدید کا سال ختم ہوتا ہے اور یکم نومبر سے نیا سال شروع ہو جاتا ہے۔ نومبر کے پہلے جمعہ میں عموماً تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے، لیکن اس دفعہ بوجوہ یہ اعلان نہیں ہو سکا تو آج مَیں اس کا بھی اعلان کروں گا اور اس حوالے سے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اس خصوصیت کا مزید ذکر کروں گا کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔

زکوٰۃ کیا چیز ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی راہ میں مال کا حصہ نکالنا تاکہ وہ مال پاک ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت ڈالے اور اسے بڑھاتا رہے۔ پس ایک مومن اپنے ضرورت مند بھائیوں کی ضرورت کے لئے، دینی ضروریات کے لئے، غلبہ اسلام کے لئے جو مال خرچ کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ سے یہ سودا کر رہا ہوتا ہے کہ اس ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید جذب کرنے والا بنے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو مزید بڑھائے تاکہ دنیا کی نعمتوں سے بھی فائدہ اٹھائے اور پھر مزید خرچ کرکے اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں گھاٹے کا سودا ہی نہیں ہے۔ ایک طرف سے ڈالتے جاؤ، دوسری طرف سے کئی گنا بڑھا کر حاصل کرتے چلے جاؤ۔ دنیاوی چیزوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب مال خرچ کرکے کوئی چیز حاصل کرتے ہیں تو اس کی قدر اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ اس کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ عقلمند انسان ہر ایک چیز کی قدر دیکھ کر ہی اس کی قیمت ادا کرتا ہے اور اُس کی قدر اتنی ہی ہوتی ہے جتنا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا اس پر خرچ کیا گیا ہو۔ اس سے استفادہ ایک حد تک کیا جا سکتا ہے اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس چیز سے استفادہ اور اس کی قدر میں کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور ایک وقت میں وہ چیز بالکل بے کار ہو جاتی ہے۔ پھر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کسی بھی صنعت میں پیداوار حاصل کرنے کے لئے جب خام مال کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس خام مال کا کچھ حصہ ضائع ہو جاتا ہے اور 100 فیصد اس پر خرچ کئے گئے مال سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ گو کہ ان نقصانات کا اندازہ کرتے ہوئے جو اس طرح ضائع ہوتے ہیں، ایک کارخانہ دار یا اس کو بنانے والا اس کی قیمت اتنی مقرر کر دیتا ہے کہ اس کا نقصان بھی پورا ہو جائے اور کچھ منافع بھی ہو جائے۔ پھر اور بہت سے عوامل ہیں، اگر وہ اثر ڈالیں تو بعض دفعہ منافع بھی نقصان میں چلا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو ضمانت دی ہے کہ مال بڑھے گا۔ ایک جگہ فرمایا کہ سات سو گنا بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑھا دے گا۔ پس مومنین کو ایسی تجارت کی طرف توجہ دلائی کہ گو یہ پیسہ تم دنیاوی ذرائع استعمال کرکے حاصل کرتے ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے حکموں کے مطابق خرچ کرتے ہو تو پھر جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرکے جماعت کی مضبوطی کا باعث بن رہے ہوتے ہو، جہاں اپنی عاقبت سنوار رہے ہوتے ہو، وہاں اس بات سے بھی آزاد ہو جاتے ہو کہ بعض عوامل اثر انداز ہو کر تمہاری تجارتوں کو نقصان نہ پہنچا ئیں۔

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ کی آیت 273 میں فرماتا ہے کہ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ۔ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرۃ:273) کہ جو مال بھی تم خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدہ میں ہے جبکہ تم اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے سوا کبھی خرچ نہیں کرتے اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرتے ہو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی، تم پہ ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بھرپور کا لفظ استعمال ہو تو وہ ایسا بھرپور ہے جس کا انسانی سوچ احاطہ بھی نہیں کر سکتی۔ ایک انسان اپنا کاروبار کرتا ہے تو کاغذ پنسل لے کر ضربیں تقسیمیں دے کر، آج کل کمپیوٹر کا زمانہ ہے تو کمپیوٹر پر بیٹھ کر بڑی پلاننگ کر کے، بڑی فیزیبلیٹیاں (Feasibilities) بناتا ہے۔ پانچ فیصد، دس فیصد تک منافع نکالنے کی کوشش کرتا ہے، یا کوئی بہت ہی منافع کمانے والا ہے تو اس سے بھی بڑھ جائے گا اور پھر اس سے بھی بڑھ کر بعض حالات میں جب کسی چیز کی طلب بڑھ جاتی ہے تو کوئی بلیک مارکیٹ کرنے والا ہو تو وہ بہت ہی زیادہ سو فیصد منافع رکھ لیتا ہے۔ یہ اس کی حد ہوتی ہے اور پھر جب اس نے یہ کچھ کر لیا تو اس نے دنیاوی فائدہ تو اٹھا لیا لیکن غلط منافع اور ذخیرہ اندوزی سے گناہگار بھی ہوا اور اس ذریعہ سے کمایا ہوا پیسہ پھر پاک پیسہ کہلانے والا نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اس وجہ سے کہ اللہ کی محبت اور اس کے احکامات کی تکمیل مال کی محبت پر حاوی ہے جو تم خرچ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بھرپور طور پر واپس لوٹاتا ہے۔ ایسا خرچ بھرپور طور پر واپس لوٹایا جاتا ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی سنور جاتا ہے۔ مال بھی پاک ہوتا ہے اور ایسا پاک مال کمانے والے پھر لوگوں کی مجبوری سے فائدے اٹھانے والے نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ غلط طریق پر مال کمانے سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں امیر لوگ بھی ہیں، اوسط درجہ کے بھی ہیں، غریب بھی ہیں اور کیونکہ یہ مومنین کی جماعت ہے اس لئے ہر طبقہ اس فکر میں ہوتا ہے کہ مَیں جو بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کروں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کا وارث بنوں۔

ایسے لوگ بھی جماعت میں گزرے ہیں، نہ صرف گزرے ہیں بلکہ اب بھی ہیں جو اپنی روزمرہ ضروریات کے لئے وظیفہ پر گزارہ کرتے ہیں لیکن جب خلیفہ وقت کی طرف سے مالی قربانی کی تحریک ہو تو اس وظیفہ کی رقم میں سے بھی پس انداز کر کے ایک شوق اور جذبے کے ساتھ چندہ دینے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اپنے پر نظارے دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کئی ممالک میں ہزاروں احمدی ہیں جو اس اصل کو سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کاروبار کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے بھرپور طور پر لوٹائے جانے کے نظارے دیکھتے ہیں۔

ایک صاحب نے لکھا کہ مَیں نے اپنا تحریک جدید کا وعدہ کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ مَیں ذاتی طور پر انہیں جانتا ہوں، توفیق سے بڑھ کر انہوں نے وعدہ کیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ جو بھی وعدہ انہوں نے کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کرنے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے۔ اس سال پھر انہوں نے جو وعدہ کیا تھا اس سے دوگنا وعدہ کر دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق کہ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 3-4)، اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہ ہو گا، ایسا انتظام کیا کہ ان کی ضروریات بھی پوری ہو گئیں اور وعدہ بھی پورا ہو گیا۔ اور لکھتے ہیں کہ اس پر اپنے اس سچے وعدوں والے خدا کی حمد سے دل بھر گیا۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے دل جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جائیں ہم کبھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے دلوں کو حمد سے بھرا رکھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا ہے کہ جتنا تم شکر کرو گے اتنا بڑھاؤں گا اور اللہ جب بڑھاتا ہے تو کئی گنا کر کے بڑھاتا ہے۔ تو ہمارا شکر تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتا جہاں تک اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیتا اور بڑھا وا کرتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حمد کرنے والوں اور اس پر توکل کرنے والوں کے ایمان کو اور بڑھاتا ہے۔ یہی صاحب لکھتے ہیں کہ سیکرٹری تحریک جدید نے جب کہا کہ اتنا وعدہ کر دیا ہے کہ کس طرح ادا کرو گے تو مَیں نے

اس سے کہا کہ اگر تمہیں فکر ہے تو اس خدا کو میری فکر نہیں ہوگی جس کی رضا چاہنے کے لئے اور جس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے مَیں نے وعدہ کیا اور یہ خرچ کر رہا ہوں۔ تو یہ حوصلے اور یہ توکّل احمدیوں میں اس لئے ہے کہ انہوں نے اس زمانے کے امام کی بیعت کی ہے اور بیعت میں آ کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا فہم و ادراک حاصل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان میں بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے۔ ان کو اس بات پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے۔ ان کو اس بات پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص ہو کر کی گئی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ اُن کا اس بات پر قوی ایمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خالصتاً اپنی خاطر کئے گئے ہر عمل کی بھرپور جزا دیتا ہے، اُن کو اس بات پر بھی یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ہر خوف کو امن میں اور ہر غم کو خوشی میں بدل دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ - (البقرہ:275) کہ وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی تو ان کے لئے ان کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔ پس جو خالصتاً اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ان کا ہر خوف، ہر غم اللہ تعالیٰ دُور کر دیتا ہے۔ وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں اور اللہ اُن کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی اور اللہ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اُسے اُس کے مالک کے لئے بڑھاتا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے۔ (صحیح بخاری باب الصدقة من کسب طیب)

پس یہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ مال بڑھاتا ہے قرآن کریم میں بھی ہے اور حدیث سے بھی واضح ہوا۔ لیکن اس شرط کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا جسے اللہ قبول فرماتا ہے پاک کمائی میں سے ہو جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ ایسی کمائی نہ ہو جو دھوکے سے کمائی گئی ہو، جو غریبوں کو لوٹ کر کمائی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ اُس مال کو اپنی راہ میں خرچ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے جو پاک ذریعہ سے کمایا گیا ہو اور پاک دل کے ساتھ پاک کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے، اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تو ہمارے دلوں اور ہمارے مالوں کو پاک کرنے کے لئے مالی قربانی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ پس جب تک ہم اپنی پاک کمائیوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کرتے چلے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے انتہا اجر پاتے چلے جائیں گے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، ہمارا ہر عمل ہمیں جماعتی طور پر مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہمارے ذرائع بھی وسیع تر ہوتے چلے جائیں گے اور ہم مومنین کی جماعت بن جائیں گے جو بنیان مرصوص کی طرح ہے، جو سیسہ پلائی ہوئی ہے جس پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا ہے، جس میں کوئی رخنہ نہیں ڈال سکتا۔ ایسے لوگوں کی جماعت ہوتی ہے جو ہمیشہ عزیز خدا کی صفتِ عزیز کے جلوے دیکھنے والے ہوتے ہیں اور یقیناً یہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی ہے مومنین کی وہ جماعت ہے جو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے مالی قربانیوں میں بڑھ کر پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے بھی دیکھتے ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی تائید سے جو تحریک مخالفین کے حملوں کو روکنے اور دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے جاری کی تھی جو یقیناً اِس حکیم اور عزیز خدا سے تائید یافتہ تھی اور بڑی حکمت سے پُر تھی اور نظر آ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت نے دنیا میں پھیلنا ہے اور غلبہ حاصل کرنا ہے، جس کے تائید یافتہ ہونے کا ثبوت آج کل ہم دیکھتے ہیں تو دنیا میں پھیلے ہوئے جو جماعت کے مشن ہیں، مساجد ہیں اور پھر ہر سال جو سعید روحیں جماعت میں شامل ہوتی ہیں ان کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ احرار جو

قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے اٹھے تھے، یہ دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے تھے کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے، ان کا تو کچھ پتہ نہیں ہے کہ کہاں گئے لیکن جماعت احمدیہ، تحریک جدید کی برکت سے، مالی قربانیوں کی برکت سے، ایک ہونے کی برکت سے، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کی برکت سے، خلافت کی آواز پر لبیک کہنے کی برکت سے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مالی قربانیوں کی برکت سے (جیسا کہ مَیں نے کہا) دنیا کے 189 ممالک میں پھیل چکی ہے اور ہر ملک کا نیا شامل ہونے والا احمدی، مومنین کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد نیک اعمال بجالانے اور اطاعت میں بڑھنے والا ہے اور مالی قربانیوں کی روح کی طرف توجہ دینے والا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ پس یہ ہیں اس حکیم اور عزیز خدا کی قدرت کے نظارے جو جماعت کے حق میں وہ دکھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اس گروہ میں شامل رکھے جو اِبْتِغَآءَ لِوَجْہِ اللّٰہ کے نمونے دکھانے والے ہوں اور ہم اسلام کے غلبہ کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔

تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے والوں کی تعداد میں بھی بعض ملکوں میں بہت اضافہ ہوا ہے، جن میں پاکستان، ہندوستان، جرمنی، برطانیہ، انڈونیشیا، تنزانیہ، بنین اور نائیجیریا شامل ہیں۔ اس سال چندہ دینے والوں کی تعداد میں جو اضافہ ہوا ہے وہ گزشتہ سال کی نسبت 16 ہزار زائد ہے۔ اتنے لوگ اس میں شامل ہیں اور کل تعداد 4 لاکھ 68 ہزار ہے۔ گزشتہ سال جو تعداد پیش کی گئی تھی، کچھ حساب ٹھیک نہیں لگایا گیا تھا، کچھ جمع تفریق میں غلطی ہوگئی، اعداد کچھ غلط تھے، کچھ جماعتوں کی رپورٹس صحیح نہیں تھیں، تو ان کا خیال تھا کہ اس دفعہ ٹوٹل تعداد نہ دی جائے بلکہ یہ بتایا جائے کہ اتنا اضافہ ہوا لیکن ہمیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، دنیا کے لئے تو نہ ہم مالی قربانیاں کرتے ہیں اور نہ کر رہے ہیں، نہ یہ دنیا ہمارے پیش نظر ہے۔ ہم جب تک اپنی کمزوریوں کو سامنے نہیں رکھیں گے، ان پر نظر نہیں رکھیں گے ترقی کی رفتار کا بھی پتہ نہیں لگا سکتے۔ تو یہ تو بہرحال حتمی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 16 ہزار کی تعداد میں ان ملکوں میں زائد اضافہ ہوا ہے، زائد لوگ شامل ہوئے جو باقاعدہ پلاننگ کرکے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کو چندوں میں بڑھائیں، مزید تعداد کو شامل کریں۔ بعض جگہوں کی رپورٹیں گزشتہ سال جب حساب کر رہے تھے ٹھیک نہیں تھیں اس لئے بظاہر لگے گا کہ کم ہیں لیکن مجموعی طور پر اضافہ ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جب ہم اپنے جائزے لیں گے، جب ہم اپنی کمزوریوں پر بھی نظر رکھیں گے تو تبھی ہمارے کام میں بھی برکت پڑے گی اور کیونکہ نیک نیتی سے اس طرف توجہ ہوگی اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بھی بنیں گے۔ اصل مقصد تو ہمارا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس لئے کسی بھی قسم کا خوف کرنے کی ضرورت نہیں۔ بندوں سے تو ہم نے اجر نہیں لینا۔ ہمارا اجر تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس کی خاطر قربانیاں ہو رہی ہیں۔ بہرحال مجموعی طور پر ان ملکوں میں 16 ہزار نئے افراد بھی شامل ہوئے۔

پھر مَیں نے دفتر اوّل کے مرحومین کی تحریک کی تھی، جن کی کل تعداد تین ہزار سات سو تینتالیس تھی اس میں سے بھی تین ہزار چار سو چوالیس مرحومین کے کھاتے جاری ہوگئے جوان کے ورثاء نے کروائے اور دو سو ننانوے کھاتہ جات کو مجموعی مدسے، مرکز میں جو لوگوں نے مدجمع کروائی تھی، اس میں سے دوبارہ جاری کیا گیا ہے، تو اس لحاظ سے دفتر اوّل کے تمام مرحومین کے کھاتے جاری ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب چندہ دہندگان کو بہترین جزا دے۔ ان کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ ان کے پاک مالوں کو بڑھاتا چلا جائے اور یہ سب تمام قدرتوں کے مالک خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانیاں کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا فہم وادراک حاصل کرنے والے بنیں۔ اُن خصوصیات کے حامل بنیں جو مومنین کی جماعت کا خاصّہ ہیں۔

پس جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تحریک جدید اور وقف جدید میں نومبائعین کو خاص طور پر ضرور شامل کریں۔ چاہے وہ معمولی سی رقم دے کر شامل ہوں اور اُن کو اُن خصوصیات میں سے کسی سے بھی محروم نہ رہنے دیں جو مومنین کی جماعت کا خاصّہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت اور عہدیداران کو اس روح کو سمجھنے کی توفیق دے اور قربانیوں میں بڑھنے کی توفیق دے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکرم ومحترم محمود احمد صاحب شمس امیر جماعت احمدیہ سویڈن

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْن (سورۃ یونس:١٧)

پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔ یعنی کیا تم میری گذشتہ زندگی کو نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ تو الگ رہا میں تو انسان کے متعلق بھی کوئی جھوٹ بات نہیں کہتا تھا۔ تم میرے دعویٰ سے پہلے کے سب حالات سے خوب واقف ہو۔ میں نے تمہارے درمیان رہتے ہوئے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ سچائی سے کام لیا ہے۔ کیا میں اب اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولوں گا کہ اس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میری گذشتہ زندگی اس بات پر گواہ ہے کہ جو دعویٰ نبوت اب میں آپ لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں وہ سچائی پر مبنی ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اصلاحِ خلق کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کو بتاؤں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کے احکام تم تک پہنچا رہا ہوں۔ پس تم میری پیروی کرو۔

آنحضرت ﷺ نے جب دعویٰ نبوت کیا تو ایک دفعہ کوہِ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار کر اور ہر قبیلہ کا نام لے لے کر قریش کو بلایا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اے قریش! اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟" بظاہر یہ ایک بالکل نا قابلِ قبول بات تھی مگر سب نے کہا کہ "ہاں ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ صادق القول پایا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر سنو میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے۔ خدا پر ایمان لاؤ تا اس عذاب سے بچ جاؤ۔" جب قریش نے یہ الفاظ سنے تو کھل کھلا کر ہنس پڑے اور آپ ﷺ کے چچا ابولہب نے آپؐ سے مخاطب ہو کر کہا: تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا محمدؐ تو ہلاک ہو! کیا اس غرض سے تو نے ہم کو جمع کیا تھا۔ پھر سب لوگ ہنسی مذاق کرتے ہوئے منتشر ہو گئے۔

پس قرآن کریم ایک سچے نبی کی سچائی کے لئے یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اس کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی ہر قسم کے گناہوں سے بکلّی پاک وصاف ہوتی ہے اور کوئی اس کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی پر انگلی نہیں اُٹھا سکتا۔

پس ایک سچے نبی کی سچائی پر یہ بڑی بھاری دلیل ہے کہ اس کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی بے عیب ہوتی ہے اور کوئی دشمن اس کے دعویٰ سے قبل کی زندگی میں کوئی عیب نہیں نکال سکتا۔ اس سلسلہ میں ایک اہم واقعہ پیش کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے کے بادشاہوں اور رؤسا کو تبلیغی خط لکھے۔ ایک خط حضور ﷺ نے ہرقل قیصر روم کو بھی لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے پس مجھ پر ایمان لاؤ۔ جب یہ خط لے کر حضور کا نمائندہ قیصر کے دربار میں گیا تو اُس نے اس معاملے کی تحقیق کے لئے قریش مکہ کے وفد کو دربار میں طلب کیا جو اتفاق سے ان دنوں وہاں تجارت کی

غرض سے گیا ہوا تھا اور اس وفد کا سردار ابوسفیان تھا۔

قیصر روم نے وفد کو دربار میں طلب کیا اور ابوسفیان کو قریب بلا کر کہا کہ جو بات میں پوچھوں گا سچ سچ کہنا اور اس بات کی تصدیق کے لئے کہ یہ جھوٹ نہ بولے اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کھڑا کر دیا اور کہا کہ اگر یہ جھوٹ بولے تو فوراً مجھے بتا دینا۔ قیصر روم نے ابوسفیان سے بہت سے سوالات کئے جن کے جوابات ابوسفیان کو صحیح بتانے پڑے۔ ایک سوال قیصر روم نے یہ بھی کیا کہ کیا اس دعویٰ (نبوت) سے پہلے تم نے اس مدّعی کے خلاف کبھی جھوٹ کا الزام لگتے سنا ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ نہیں۔ تمام سوال و جواب ہونے کے بعد قیصر روم نے بذریعہ ترجمان کہا کہ "پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے اس کے دعویٰ سے پہلے کبھی کسی بات میں اس کا جھوٹ دیکھا تو تم نے کہا کہ نہیں تو میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ جو شخص انسانوں پر جھوٹ نہیں بول سکتا وہ خدا پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ آخر پر اس نے کہا کہ اگر وہ باتیں جو تم نے مجھ سے بیان کی ہیں درست ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں کہ یہ شخص اس زمین پر جو اس وقت میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے ضرور قابض ہو کر رہے گا اور اگر مجھے توفیق ملے تو میں اس کی ملاقات کے لئے پہنچوں اور اگر میں اس کے پاس پہنچوں تو اس کے قدموں کو دھو کر راحت پاؤں۔" آنحضرت ﷺ کا پھر خط پڑھ کر سنایا گیا اسپر دربار میں ہر طرف سے مخالفت میں آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ قیصر روم نے ڈر کر کہا کہ میں تو صرف تمہارا امتحان لے رہا تھا ورنہ میں تو اپنے عقیدہ پر قائم ہوں۔

پس یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے ایک نبی کی سچائی پر کہ اس کے دعویٰ سے قبل کی زندگی کیسی تھی۔ اگر اس کی زندگی گناہوں سے پاک ہے اور دشمن گواہی دے کہ واقعی وہ گناہوں سے پاک زندگی گزارتا رہا ہے تو اس کی سچائی روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے۔ اس دلیل کے مطابق ہم حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی دعویٰ سے قبل دیکھتے ہیں کہ آیا وہ زندگی بے عیب تھی اور یہ بات اگر ثابت ہوتی ہے تو پھر آپؑ کی سچائی قرآنی دلیل کی روشنی میں روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے۔

ایک احمدی میاں فضل الٰہی صاحب ریڈر سب جج درجہ اوّل سیالکوٹ نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ارسال کیا تھا اور اس کے ہمراہ ایک حلفیہ بیان پنڈت دیوی رام صاحب ولد متھرا داس کا بھجوایا تھا۔ پنڈت صاحب تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اور کسی زمانہ میں نائب مدرس قادیان تھے۔ یہ بیان بہت لمبا ہے اس لئے اس کے چیدہ چیدہ حصے یہاں درج کئے جاتے ہیں جن کا تعلق آپؑ کے اخلاق و عادات سے ہے۔

"بیان پنڈت دیوی رام ولد متھرا داس قوم پنڈت سکنہ دودو چک تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور باقرار صالح عمر 70-75 سال"

"میں 12 جنوری 1875ء کو نائب مدرس ہو کر قادیان گیا تھا۔ میں وہاں چار سال رہا۔ میں مرزا غلام احمد صاحب کے پاس اکثر جایا کرتا تھا اور میزان طب آپ سے پڑھا کرتا تھا۔ آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب زندہ تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب ہندو مذہب اور عیسائی مذہب کی کتب اور اخبارات کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور آپ کے اِرد گرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ آپ پانچ وقت نماز پڑھنے کے لئے مسجد خاص (مسجد اقصےٰ مراد ہے خاکسار مؤلف) میں جایا

کرتے تھے۔۔۔۔۔مرزا صاحب نے سنت سنگھ جٹ جو بوٹر کلاں کا رہنے والا تھا۔اس کو مسلمان بنالیا۔ پادری کھڑک سنگھ سے بھی ایک دفعہ مباحثہ ہوا۔ ۷۸ء۔۷۷ء میں سوامی دیانند کا بھی شہرہ ہو چکا تھا۔مرزا صاحب کا ایک تحریری مباحثہ بھی ہوا تھا۔

اخبارات میں انادی اور ورنوں کے متعلق بحث ہوتی رہی۔ آپ کی عمر اس وقت پچیس تیس سال کے درمیان تھی۔مرزا صاحب پانچ وقت نماز کے عادی تھے۔روزہ رکھنے کے عادی تھے۔اور خوش اخلاق۔متقی اور پرہیز گار تھے۔ قانون اور حکمت میں بھی لائق تھے۔۔۔۔مرزا صاحب اورنگ زیب شہنشاہ ہند کے خاندان سے تھے۔ان کے والد صاحب کشمیر کے صوبہ دار بھی رہ چکے تھے۔مرزا صاحب قابل حکیم تھے اور پنجاب میں گیارھویں درجہ پر کرسی ملتی تھی اوران کی جاگیر آٹھ میل چوڑی تھی۔مستورات کا پردہ بالکل ٹھیک رکھا جاتا تھا۔ حکمت دھرم ارتھ کرتے تھے اورکوئی معاوضہ نہ لیتے تھے۔

مرزا غلام احمد صاحب کی غذا سادہ ہوتی تھی۔آپ کے نوکر کا نام جان محمد تھا اور آپ کے استاد کا نام گل محمد تھا جو بیس روپیہ ماہوار پر دونوں بھائیوں کو پڑھایا کرتے تھے۔مرزا صاحب کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے اور شریفانہ برتاؤ تھا۔خندہ پیشانی سے پیش آتے۔متواضع اور مہمان نواز تھے۔کبھی کبھی دیگ پکوا کر غرباء اور مساکین کو کھلاتے تھے۔ حِکمت کی اجرت نہ لیتے تھے۔۔۔۔۔مرزا صاحب بازار میں کبھی نہ آتے تھے صرف مسجد تک آتے تھے اور نہ کسی دکان پر بیٹھتے تھے۔مسجد یا حجرہ میں رہتے تھے۔مرزا صاحب کے والد صاحب آپ کو کہتے تھے کہ "غلام احمد تم کو پتہ نہیں کہ سورج کب چڑھتا ہے اور کب غروب ہوتا ہے۔اور بیٹھتے ہوئے وقت کا پتہ نہیں۔ جب میں دیکھتا ہوں چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے"۔

اگر کسی کی تاریخ مقدمہ پر جانا ہوتا تھا تو آپ کے والد صاحب آپ کو مختارنامہ دے دیا کرتے اور مرزا صاحب بہ تعمیل تابعداری فوراً بخوشی چلے جاتے تھے۔مرزا صاحب اپنے والد صاحب کے کامل فرمانبردار تھے۔مقدمہ پر لاچاری امر میں جاتے تھے۔اور کسی آدمی کی نظر میں گرے ہوئے نہ تھے۔اور مذہبی بحث میں ایک شیر ببر کی طرح ہوشیار ہو جاتے تھے۔ شائستگی اور نرمی اور شیریں کلامی سے بات کیا کرتے تھے۔طبع کے حلیم اور بردبار تھے۔ میں نے مرزا صاحب کی طبیعت میں کبھی غصہ نہیں دیکھا۔مرزا صاحب بے نماز بھائی بندوں اور دیگر لوگوں سے نفرت کیا کرتے تھے۔مستورات کو ہمیشہ نماز کی تلقین کیا کرتے۔ جھوٹ سے ہمیشہ نفرت کیا کرتے تھے۔۔۔۔میں نے کبھی نہیں سُنا تھا کہ مرزا صاحب کو دنیا سے محبت ہے۔ نہ ہی اولاد سے دنیاوی محبت کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے والد ماجد کی وفات پر کسی قسم کے رنج یا افسوس یا غصہ کا اظہار نہ کیا تھا اور نہ ہی کسی جزع فزع کا اظہار کیا تھا۔

مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت میں نے کبھی نہیں سُنا تھا کہ انہوں نے چھوٹی عمر میں کوئی بُرا کام خلاف شریعت یا مذہب کیا ہو اور نہ ہی دیکھا تھا۔عام شہرت ان کے متعلق اچھی تھی۔مرزا صاحب کو سنگترہ اور آم اور بھونے ہوئے دانے پسند تھے۔ حلوائی کی چیز کو کھاتے ہوئے میں نے کبھی نہ دیکھا۔روٹی کھایا کرتے تھے اور روٹی موٹی ہوتی تھی۔

مرزا صاحب شرکاء کو ذلیل کرنا نہ چاہتے تھے اور نہ ہی کسی کی بُرائی چاہتے تھے۔شرکاء گھر میں بھی مرزا صاحب کی عزت کرتے تھے۔۔۔۔

میں نے مرزا صاحب کو نہ کبھی بدنظری کرتے دیکھا اور نہ سُنا۔ بلکہ وہ بدنظری کو ناپسند فرماتے اور دوسروں کو روکتے تھے۔ ہمیشہ ادب کا لحاظ رکھتے تھے اور زائرین کی عزت وتکریم کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی چیز منگواتے، پیسے پہلے دیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب چشم پوش تھے۔ کبھی کسی میلہ یا تماشہ یا کسی اور مجلس میں نہ جایا کرتے تھے۔۔۔۔ نوکروں کے ساتھ مساوات کا سلوک کرتے تھے۔ ان دنوں مرزا صاحب اکیلے صبح سویرے اور شام کو سیر کو جایا کرتے تھے۔ میں نے ان کو پانچوں نمازیں مسجد میں پڑھتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔

مرزا صاحب گوشہ نشین تھے۔ ہمیشہ مطالعہ اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ کتب کی تصانیف اور اخبار کے مضامین بھی تحریر فرماتے تھے۔ میرے ساتھ مرزا صاحب کے تعلقات دوستانہ تھے۔ آپ بڑے خندہ پیشانی سے ملنے والے۔ خوش خلق۔ حلیم الطبع۔ منکسر المزاج تھے۔ تکبر کرنا نہ آتا تھا۔ طبیعت نرم تھی۔ خاندان کے دوسرے افراد طبیعت کے سخت اور تند تھے۔ مرزا نظام الدین اور امام الدین صاحبان کا چلن ٹھیک نہ تھا۔ نماز روزہ کی طرف راغب نہ تھے۔ تمام خاندان میں سے صرف مرزا غلام احمد صاحب کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ مرزا کمال الدین تارک الدنیا تھے اور مرزا نظام الدین اور امام الدین میں تمام دنیا کے عیب تھے۔ میری موجودگی میں مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی کوئی عیب نہیں کیا اور نہ کبھی میں نے اس وقت سنا تھا۔ صرف ایک سکھ کو مسلمان کر دیا تھا۔ یہ عیب ہے۔ اس کے سوا میں نے کوئی عیب نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔۔۔۔۔۔"

پنڈت دیوی رام صاحب کا بیان ختم ہونے پر اس کے نیچے ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ نوٹ درج ہے:

"سن کر درست تسلیم کیا۔ میں نے مندرجہ بالا بیان خُدا کو حاضر و ناظر جان کر درست اور صحیح تحریر کرا دیا ہے۔ اس میں کوئی خلاف واقعہ یا مغالطہ نہیں"۔

(دستخط) پنڈت دیوی رام بقلم خود

ریٹائرڈ مدرس و سابق مدرس قادیان

حال اُپ پردھان آریہ سماج دودو چک تحصیل شکرگڑھ

15 ستمبر 1935ء

گواہ شد

محمد منیر از ہردوروالہ

حال وارد قصبہ دودو چک

اس روایت کے بیان کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک مخالف ہندو جو آریہ ہے اور مذہباً اسلام کا مخالف ہے یہ گواہی دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی دعویٰ سے قبل کی زندگی بے عیب ہے اور یہ آپؑ کی سچائی کی ایک زبردست دلیل ہے جس کی تصدیق خود قرآن کریم کرتا ہے اور آپؑ کی سچائی پر مہر ثبت کر دیتا ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بعثت مسیح موعودؑ کی غرض

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے تمام مذاہبِ موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے"۔ (حجۃ الاسلام، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 52-53۔ مطبوعہ لندن)

جمال گھوٹا

مکرم سجاد احمد صاحب

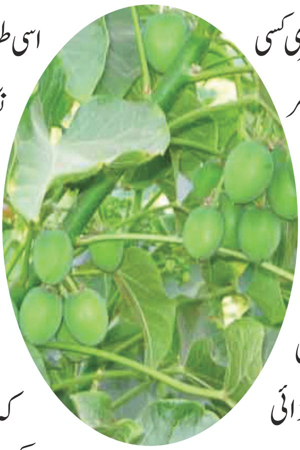

خام معدنی تیل سے کون واقف نہیں۔ ہماری کاریں، ہوائی جہاز، بحری جہاز نیز ہر قسم کی آمدورفت میں استعمال ہونے والی مشینری کسی نہ کسی شکل میں یہ ایندھن استعمال کرتی ہے۔ مگر دور حاضر میں ہماری نظر ان معدنی وسائل کے فوائد کے ساتھ ساتھ انکی وجہ سے پیدا ہونے والے نقصانات پر بھی ہے۔ جن میں سرفہرست گرین ہاؤس effect ہے جو اب دنیا بھر میں منفی موسمی تبدیلیوں کا موجب بن رہا ہے۔ تمام معدنی ایندھن fossil fuels جلنے کے دوران کاربن ڈائی آکسائڈ نامی گیس خارج کرتے ہیں اور یہی گیس بنیادی طور پر گرین ہاؤس گیس کہلاتی ہے نیز گرین ہاؤس effect کا موجب ہے۔ گرین ہاؤس effect کی وجہ سے کرۂ ارض میں شدید موسمی تبدیلیاں پیدا ہوگئی ہیں اور سوال یہ اٹھایا جارہا ہے کہ کیا معدنی ایندھن کا کوئی نعم البدل ہے؟ گزشتہ دہائی میں اس امر پر بڑی تحقیق کی گئی جس کے تحت اب یہ بات ہم پر واضح ہوئی ہے کہ bio-fuels یعنی نباتات (پودے، درخت، فصلیں وغیرہ) سے حاصل کردہ ایندھن ماحولیات پر کم سے کم برے اثرات چھوڑتا ہے اور یوں ایندھن کی یہ قسم اب وقت کی ضرورت بن کر سامنے آئی ہے۔ حال ہی میں جاپان ایئر لائین کے ایک دیوقامت ہوائی جہاز boing747 کے ایک انجن میں biofuel استعمال کر کے کامیاب پرواز کا مظاہرہ کیا گیا۔ اور یوں اب دنیا کے بڑے بڑے ممالک biofuels کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں آجکل jatropha نامی درخت بہت تیزی سے شہرت حاصل کر گیا ہے۔ اس سے حاصل کردہ پھل سے جو خام تیل نکلتا ہے وہ ہماری کاروں، بسوں اور تمام بھاری ٹرانسپورٹ مشینری میں استعمال ہونے والے ڈیزل آئل کی مانند ہے۔

اسی طرح چند دوسری فصلیں اور پودے ہیں جن سے خام تیل نکالا جارہا ہے جن میں مکئی، گنا، سویابین وغیرہ شامل ہیں۔ مگر ایک خصوصیت جو jatropha oil کو دوسری چیزوں سے منفرد کر دیتی ہے وہ یہ کہ مکئی، گنا اور سویا وغیرہ ہم کھانے پینے کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں اور ان سے خام تیل حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان اشیاء کی ہمارے لئے مزید کمی واقع ہوسکتی ہے۔ اس کے برعکس jatropha سے حاصل کردہ خام تیل اپنی زہریلی خصوصیات کی وجہ سے کھانے کے قابل نہیں ہوتا اور یوں یہ ایندھن کے طور پر استعمال کے لئے انتہائی موزوں ہے۔ پاکستان میں اسے عرف عام میں جمال گھوٹا کہتے ہیں۔ یہ درخت سب سے پہلے میکسیکو اور لاطینی امریکہ کی دیگر ریاستوں میں کاشت کیا گیا۔ مگر اب ایشیا اور افریقہ کے کئی ممالک میں یہ درخت عام دکھائی دیتا ہے۔ لاطینی امریکہ میں اسے nutBarbados یا Physic nut بھی کہتے ہیں۔ اب تک ہم سب اسکو بحیثیت قبض کشا دوائی (جمال گھوٹا) کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ اب اس درخت پر مزید تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس درخت کے پھل سے حاصل کردہ خام تیل سے ڈیزل تیار کیا جا سکتا ہے۔ یہ درخت عموماً بیس فٹ اونچا ہوسکتا ہے جبکہ اس سے سال میں دو مرتبہ پھل حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کی اوسط عمر 50 برس تک ہو سکتی ہے۔ یہ درخت کاشت کے بعد 18 مہینوں کے اندر اندر پہلی فصل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ عام طور پر بنجر زمین اس درخت کے لئے انتہائی موزوں پائی جاتی

ہے۔ایک ایکڑ اراضی پر کاشت کیا گیاJatrophaسے سال بھر میں تقریباً400لیٹر خام تیلjatropha oilحاصل کیا جا سکتا ہے۔

دنیا کے بڑے بڑے ممالک جن میں چین، ہندوستان اور برازیل شامل ہیں اس درخت کی کاشت پر کثیر رقوم خرچ کر رہے ہیں۔جبکہ چین اس درخت کی کاشت کرنے میں سب ممالک سے فوقیت لے گیا ہے گویا نباتاتی ایندھن تیار کرنے کی دوڑ میں سب سے بڑا لیڈر بن کر سامنے آیا ہے اور ایک تخمینہ کے مطابق چین 2010ء تک سالانہ دو بیلین گیلن خام jatropha oil حاصل کرنا شروع کر دے گا۔

2008ء میں NEDUniversity Karachi Pakistan میں ایک سیمینار منعقد کیا جسکا موضوع نباتاتی ایندھن تھا۔اس سیمینار میں پاکستان بھر سے بڑی بڑی پٹرولیم کمپنیوں کے علاوہ یونیورسٹی کے پروفیسروں نے اپنے اپنے مقالے پڑھے۔

سب نےjatrophaدرخت کی افادیت پر تکنیکی نکتہ نظر سے روشنی ڈالی اور اسکی کاشت پر فوری اقدامات کی تجاویز پیش کیں۔

ہندوستان میں 2020ء تک10ملین ہیکٹر زمین پر اس درخت کی کاشت کا ہدف رکھا گیا ہے۔اسکے برعکس پاکستان میں چند پٹرولیم کمپنیوں نے ابھی تک اسےtrialکے طور پر کاشت کرنے کا پروگرام بنا یا ہے۔اس درخت کی کاشت کرنے کے لئے کسی قسم کی کھاد کی ضرورت پیش نہیں آتی۔عموماً بنجر زمین، جس کی پاکستان میں کوئی کمی نہیں،اس درخت کے لئے بہت موزوں پائی گئی ہے۔اس کے پھل پر کیڑا لگنے یا دوسرے جانوروں کی طرف سے نقصان پہنچنے کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔اسکا بیج انتہائی سستے داموں آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لطائف

شوہروں اور بیویوں سے معذرت کے ساتھ

(سیانوں کے اقوال)

- شادی کے بعد میاں اور بیوی گویا اس طرح ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک سکے کے دو رُخ!وہ ایک دوسرے کے مخالف رُخ کے باوجود اکٹھے ہی رہتے ہیں۔(ساشا گوئٹری)

- شادی ہر حال میں کرو۔اگر تمہیں اچھی بیوی مل گئی تو زندگی ہنسی خوشی بسر ہوگی۔اور اگر بُری بیوی مل گئی تو تم فلاسفر بن جاؤ گے۔(سقراط)

- میں اپنی دونوں بیویوں کے معاملہ میں بڑا بدقسمت واقعہ ہوا ہوں۔پہلی نے مجھے چھوڑ دیا اور دوسری سے میں جان نہیں چھڑا پایا۔(جیمز ہولٹ میک گاورا)

- ایک نیک سرشت بیوی ہمیشہ اپنے خاوند کو اپنی غلطی کا احساس ہونے پر معاف کر دیتی ہے۔(راڈنی ڈینجر فیلڈ)

- ایک مرد (فخریہ لہجہ میں): میری بیوی تو ایک فرشتہ ہے، فرشتہ!

دوسرا مرد (ایک سرد آہ کے ساتھ): دوست تم بہت خوش قسمت ہو!میری تو ابھی تک زندہ ہے۔(نامعلوم)

تعمیر مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک
ایک تاریخی پسِ منظر

مکرم ومحترم الحاج ڈاکٹر عبدالرؤف خان صاحب

ء لوٹ پیچھے کی طرف کہ داستان ابھی ادھوری ہے

میں اپنے کسی پہلے مضمون میں ڈنمارک کی سب سے پہلی مسجد "مسجد نصرت جہاں" کے بارہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ مسجد کے سنگِ بنیاد اور تعمیر کے بارہ میں کچھ تفصیل بعد میں عرض کروں گا۔ میں جب اکتوبر 1964ء کو جدہ، سعودی عرب سے کوپن ہیگن اپنی تعلیم کے سلسلہ میں آیا تو خدائی تصرف کے تحت اگلے روز ہی مکرم ومحترم سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم سے ملاقات ہوگئی جو میرے لئے پردیس میں ایک نعمتِ عظمےٰ تھی۔ محترم میر صاحب ان دنوں Rödovre میں ایک سِنگل روم کے فلیٹ میں مقیم تھے۔ یہی رہائش گاہ تھی اور یہی مشن ہاؤس تھا۔ یہیں جمعہ کی نماز ہوتی تھی جس میں مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب، کمال احمد کروگ صاحب (Kamal A Kroge)، مکتبی صاحب، حسین ذین صاحب، خاکسار اور سسٹر ماریانہ مُلر (Mariana Möller) شامل ہوتے تھے۔ کمرے کے ایک حصہ کو الگ کر کے اس میں کھانے پکانے کا انتظام تھا اور محترم میر صاحب خود کھانا پکا کر جمعہ میں شامل ہونے والوں کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے حالات کے مطابق نہ تو کوپن ہیگن میں مشن ہاؤس کے لئے کوئی معقول جگہ ملتی تھی اور نہ ہی جماعت کی مالی حالت ایسی تھی کہ کوئی بڑی جگہ مشن کے لئے کرائے پر لی جائے۔

غالباً نومبر 64ء کے وسط میں ایک روز میر صاحب فرمانے لگے چلیں خانصاحب آپ کو وہ زمین دکھائیں جو جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے خریدی ہے۔ چنانچہ محترم میر صاحب اور خاکسار Rödovre سے پیدل ہی نکل پڑے۔ بڑی جھیل کے ساتھ ساتھ ہوتے ہوئے Hvidovre کے علاقہ میں آگئے۔ ان دنوں ابھی موٹر وے نہیں بنی تھی۔ جو سڑک مسجد کی زمین کی طرف جاتی تھی وہ چھوٹی سی سڑک تھی۔ ہم دونوں وہاں پہنچے۔ یہ جگہ رہائشی علاقہ میں ایک کونے کا پلاٹ تھا جس میں ایک ہٹ (hutt) بنی ہوئی تھی۔ جس کی فوٹو خاکسار نے اپنے کیمرہ سے بنالی۔

راستہ میں ایک چھوٹی سی بیکری کی دوکان سے محترم میر صاحب نے چار عدد Studenta bröd لئے جو تین کرونر کے ملے اور ہم دونوں نے راستہ میں کھا لئے۔ میں نے ایسی چیز نہ تو پہلے سنی تھی اور نہ ہی کبھی کھائی تھی۔ معلوم ہوا کہ بیکری میں جب کیک پیسٹری وغیرہ بنتی ہے تو جو چُورہ رہ جاتا ہے اسے بیکری والے پریس کر کے برفی کی طرح ٹکڑیوں میں کاٹ دیتے ہیں جو سستے دام اکثر طالبعلم لے لیتے ہیں اور یہی اس نام کی وجہ تسمیہ ہے۔ محترم میر صاحب نے نہ معلوم کتنی بار صرف Studenta bröd کھا کر گذارا کیا ہوگا لیکن انہوں نے کبھی بھی کسی قسم کی کمی کا احساس تک ہونے نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو جنت الفردوس میں آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے اور جماعت کو ایسے عظیم شخص کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

میرے دل میں خیالِ میر صاحب جب بھی آتا ہے
بڑی مشکل سے قابو میں دلِ دیوانہ آتا ہے

میں 2 جنوری 1965ء کو اپنے کورس کے سلسلہ میں چار ماہ کے لئے Odense چلا گیا اور پھر وہاں سے عیدالفطر کی نماز پڑھنے کوپن ہیگن آیا۔ یہ عید میر صاحب نے ایک ہال میں پڑھائی۔ کھانا محترم میر صاحب اور میں نے ایک مصری دوست شرنوبی کے کچن میں بنایا تھا وہ مہمانوں کو پیش کیا گیا۔ محترم میر صاحب غالباً اپریل 1965ء کے اوائل میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ کے ساتھ مغربی افریقہ کے دورہ پر چلے گئے۔ ان کی غیر موجودگی میں مکرم سید کمال یوسف صاحب حج بیت اللہ کرتے ہوئے غالباً اپریل 1965ء کے آخر میں کوپن ہیگن دوبارہ تشریف لے آئے اور میں بھی 29 اپریل 1965ء کو واپس کوپن ہیگن آ گیا۔

غالباً مئی 1965ء کے آخر میں محترم میر صاحب اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کوپن ہیگن دوبارہ تشریف لے

آئے۔اس دوران ایک مختصر سی ٹی پارٹی کا انتظام Arentoff کے وِلا میں کیا گیا۔ چند اور مہمان بھی مدعو تھے۔ اس موقعہ پر عبدالواحد اولسن صاحب (ڈینش احمدی) بھی تشریف لائے تھے۔

اسی دوران محترم میر مسعود احمد صاحب مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو مسجد کے لئے خریدا ہوا قطعہ زمین دکھانے کے لئے لے گئے۔صاحبزادہ صاحب کے علاوہ برادرم مکرم سید کمال یوسف صاحب، مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب، بشیر احمد ابن میڈسن صاحب اور خاکسار موجود تھے۔ ان دنوں صاحبزادہ صاحب کا قیام تو SAS ہوٹل میں تھا۔محترم سید میر مسعود احمد صاحب مسٹر آرنتوف کے مہمان تھے اور مکرم کمال یوسف صاحب کوپن ہیگن ریلوے سٹیشن کے قریب ایک pensionate میں فروکش تھے اور خاکسار ایک فلیٹ میں مقیم تھا۔

مسجد کی لوکیشن دیکھنے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے مسجد کی تعمیر کے بارہ میں کام شروع کرنے کی ہدایت دی اور پاکستان واپس تشریف لے گئے۔محترم میر صاحب بھی پاکستان روانہ ہو گئے۔
محترم کمال یوسف صاحب تقریباً ایک ماہ اس پینشونیٹ میں مقیم رہے مگر اس کے بعد Helerup میں جدھر میں بھی رہتا تھا ایک کمرہ بمعہ غسل خانہ اور ایک چھوٹا کچن انہیں کرایہ پر مل گیا۔ یکم جولائی 1965ء کو مکرمی کمال یوسف صاحب اس فلیٹ میں رہائش پذیر ہوئے اور پھر اپریل 1967ء کو مسجد نصرت جہاں سے ملحق رہائشی مکان میں منتقل ہو گئے۔
مسجد کی تعمیر کا کام آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع ہوا۔نقشہ جات تیار ہو چکے تھے اور کام شروع کرنے کی تجاویز پر غور ہو رہا تھا۔تعمیر کمیٹی میں خاکسار کے علاوہ برادرم مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب، مکرم سید کمال یوسف صاحب مبلغ انچارج اور برادرم مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب شامل تھے۔

ہم اس سلسلہ میں ابھی غور ہی کر رہے تھے کہ ان دنوں ایک ڈینش مسلمان آرکیٹیکٹ مسٹر Mr. John Zachriasen جو سعودی عرب میں بھی کام کر چکے تھے اور ان کی اہلیہ مسز آمال ذکریہ سن بھی جو مصری نژاد تھیں (برادرم مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی ہمشیرہ) ڈنمارک تشریف لائے۔ برادرم مکرم میڈسن صاحب کو جب ان کے بارہ میں علم ہوا تو انہوں نے انہیں مشن ہاؤس مدعو کیا۔مکرم کمال یوسف صاحب نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ ہم کوپن ہیگن میں ایک مسجد کی تعمیر کرنے والے ہیں اور انہیں مسجد کی ڈرائنگ جو کہ بالکل سادہ تھی دکھائی اور ساتھ ہی کہا کہ اگر آپ کوئی مفید مشورہ دینا چاہیں تو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔انہوں نے دو تین دن کی مہلت چاہی اور پھر مسجد کی ایک بالکل نئی ڈرائنگ بنا کر لے آئے۔انہوں نے کہا کہ ان کی ہمیشہ سے یہ تمنا تھی کہ ڈنمارک کی پہلی مسجد کی ڈیزائننگ وہ کریں گے۔ انہوں نے اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ مسجد کی تعمیر کا کام بھی وہ اپنے ذمہ لے لینگے اور اس کی کوئی فیس نہیں لیں گے۔ان کا بنایا ہوا ڈیزائن واقعی خوبصورت تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ جس آرکیٹیکٹ نے پہلا ڈیزائن بنایا ہوا تھا اُسے کیسے فارغ کیا جائے۔ کیونکہ اس کی جو فیس بنتی تھی اسکی ادائیگی لازمی تھی۔ اس کے علاوہ کمیون میں نئے ڈیزائن کو جمع کروا کے اسکی منظوری دوبارہ حاصل کرنا ایک دوسرا مسئلہ تھا۔
Mr. Zachrriasen نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ (درمیانی تفصیل کو چھوڑتا ہوں) چنانچہ انہوں نے تعمیر مسجد کا کام پونے پانچ لاکھ ڈینش کرونر میں مکمل کرنے کا کنٹریکٹ کر لیا۔ جو ڈیزائن انہوں نے دیا تھا وہ مرکز کو بھی بہت پسند آیا اور حضورِ انورؒ کی طرف سے اس ڈیزائن کے مطابق مسجد کی تعمیر کا کام شروع کرنے کی ہدایات موصول ہوئیں۔
محترم کمال یوسف صاحب نے مرکز کو لکھا کہ ہم مسجد کی تعمیر کا کام انشاء اللہ شروع کرنے والے ہیں۔ مرکز سے منظوری آجانے پر مسجد کے سنگِ بنیاد رکھے جانے کی تاریخ 6 مئی 1966ء بروز جمعۃ المبارک مقرر ہوئی۔

" **نوٹ از مکرم و محترم سید کمال یوسف صاحب**: مسجد نصرت جہاں کے سنگِ بنیاد کی تقریب کے لئے جو تاریخ مقرر کر دی گئی تھی اور مرکز میں اس کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا تھا۔ اس مقررہ تاریخ سے صرف ایک ہفتہ عشرہ پہلے محلّہ کی ٹاؤن کمیٹی نے ڈنمارک کے ہاؤسنگ منسٹر کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا کہ وزیر موصوف نے ہمارے رہائشی علاقہ میں، جہاں پبلک عمارت بنانے کی اجازت نہیں ہے، ہماری اجازت حاصل

کئے بغیر جماعت کو مسجد کی تعمیر کی اجازت کیسے دے دی، جو کہ ہمارے مقامی دستور کے بالکل خلاف ہے اور وزیر موصوف کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ وزیر موصوف نے فوری طور پر اپنے فیصلہ کو واپس لے لیا اور حکماً تعمیر رکوا دی۔

جماعت نے وزیر موصوف کے امتناعی حکم کے خلاف اپیل کی۔ اپیل کے متعلق کہا گیا کہ اس قسم کی اپیل کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے تین سال کا عرصہ لگ سکتا ہے۔ اس پر جماعت نے Stay order حاصل کر لیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ آخری فیصلہ ہونے تک آپ اپنے رِسک پر تعمیر کر سکتے ہیں لیکن اگر خدانخواستہ فیصلہ میں آپ کی اپیل رد کر دی گئی تو پھر تعمیر شدہ عمارت کو گرا کر اس کا ملبہ اٹھانے کی ذمہ داری جماعت کی ہوگی۔

بہرحال یہ رِسک لیتے ہوئے مسجد نصرت جہاں کی تعمیر ہوئی اور خدا کے فضل سے افتتاح بھی ہو گیا اور پھر اجازت کے لئے مسلسل کوشش ہوتی رہی۔ اس دوران اچانک محلّہ کی ٹاؤن کمیٹی کے جنرل سیکرٹری نے خود ہی خاکسار (مکرم کمال یوسف صاحب) سے رابطہ کیا اور بتایا کہ انہوں نے ہم سے پہلے ایک چرچ کی تعمیر کو بھی رکوا دیا تھا کیونکہ رہائشی علاقہ میں پبلک تعمیر سے مکینوں کے آرام وسکون میں خلل اندازی ہوتی ہے۔ مگر آپ کی مسجد کی تعمیر اور تعمیر کے بعد مسجد کی آبادی کے نتیجہ میں ماحول کے سکون میں کوئی خلل نہیں آیا۔ آپ بہت ہی بااخلاق اور پڑوسیوں کے آرام وسکون کا خیال رکھنے والے لوگ ہیں اس لئے اب تجربہ کے بعد آپ کو خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کے خلاف مقدمہ کو واپس لینا چاہتے ہیں مگر مقدمہ واپس لینے میں ایک ذرا سی الجھن ہے کہ ہم نے مقدمہ دائر کرتے وقت کچھ خرچ بھی کیا ہے۔ اگر رقم ہمیں واپس مل جائے تو یہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ انہیں وہ معمولی سی رقم ملنے پر اجازت کا معاملہ بحال ہو گیا۔ الحمد للہ"

سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ربوہ سے تشریف لائے۔ اس تقریب کے لئے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب کو بھی خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ اس تقریب کے لئے کئی ممالک کے سفیروں، کونسلروں، Hvidovre کمیون کے عہدہ داروں اور دیگر مسلمانوں کو دعوتی کارڈ بھیجے گئے۔ حاضری تقریباً ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ہوگئی۔ جمعرات 5 مئی 1966ء کو ہی مسجد کی جگہ پر ایک خیمہ نصب کر دیا گیا۔ برادرم مکرم سید کمال یوسف صاحب نے جمعۃ المبارک 6 مئی کو صبح 5 بجے وہاں پہنچ کر آذان دی اور اس خیمہ میں نماز ونوافل ادا کئے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے محترم کمال یوسف صاحب اکیلے ہی وہاں صبح پانچ بجے پہنچے تھے۔ خاکسار اس رات سسٹر ماریانہ ملر اور مسز مبارکہ میڈسن صاحبہ کے ساتھ سنگِ بنیاد کی تقریب پر مدعو مہمانوں کی ضیافت کے لئے مختلف قسم کے سینڈوچز تیار کرنے میں مصروف تھے۔ یہ کام ہم نے سسٹر ماریانہ مُلر کے فلیٹ واقعہ Vesterbrogade میں سرانجام دیا۔

کاروائی کا آغاز 11 بجے قبل دوپہر قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو مکرم ومحترم سید کمال یوسف صاحب نے کی اور تلاوت سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 128 سے شروع کی۔ تلاوت کے بعد مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ (جہاں تک مجھے یاد ہے ایڈریس کا ڈینش ترجمہ برادرم مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب نے کیا تھا)۔ مکرمی صاحبزادہ صاحب کے ایڈریس پڑھنے کے بعد مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب ہوئی۔ سنگِ بنیاد کے لئے قادیان کی مسجد مبارک سے منگوائی ہوئی ایک اینٹ دعا کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی زندگی میں ہی بھجوا دی تھی جو مشن ہاؤس میں موجود تھی۔ اس اینٹ کو میرے پاس موجود ایک احرام کی چادر میں، جسے میں نے 1963ء اور 1964ء کے حج بیت اللہ کے موقع پر باندھا تھا اور آبِ زم زم سے دھو کر لایا تھا، رکھا گیا۔ اس چادر کے چار کونے مبلغ انچارج مکرم سید کمال یوسف صاحب، مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب (ڈینش)، مکرم نور احمد بولستاد صاحب (نارویجین) اور مسٹر ذکریہ سن آرکیٹیکٹ نے پکڑے اور جہاں یہ اینٹ نصب کرنی تھی وہاں تک لے کر آئے۔ چادر میں سے اینٹ اٹھا کر مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اس جگہ پر نصب کر دی جو اس کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔

بعد ازاں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔

اس تقریب کے بعد ہم نے مہمانوں کی تواضع اُن سینڈوچز سے کی جو ہم نے رات بھر بیٹھ کر بنائے تھے۔ اسی رات میں نے اگلے

روز کے لئے کھانا بھی بنایا جو ہم سب نے مسٹر ذکریہ سن آرکیٹیکٹ کے دفتر میں بیٹھ کر کھایا۔ اس لنچ میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

سنگِ بنیاد رکھے جانے کی تقریب میں شامل ہونے والے بعض افراد کے نام یہ ہیں:

1: مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب 2: حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب 3: مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی 4: مکرم بشیر احمد رفیق صاحب مبلغ لنڈن 5: مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب (ڈینش) 5: مکرم نور احمد بولستاد صاحب (ناروے) 7: مکرم محمود ایرکسن صاحب (سویڈن) 8: ایران کے سفیر صاحب 9: پاکستان کے سفیر سٹاک ہوم سے نیز بھارت کے سفیر ڈنمارک سے بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ 9: پاکستان کے وزیر قانون ایس۔ ایم ظفر صاحب جو ان دنوں دورے پر تھے۔ 10: مسٹر Svend Hansen انجینئر۔ سسٹر ماریانہ مُلر صاحبہ اور مسز مبارکہ میڈسن صاحبہ۔ ان کے علاوہ بہت سے اخباری و ٹی وی کے نمائندگان وغیرہ وغیرہ۔

بعض اسلامی ممالک کے مسلمان بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ مثلاً مراکو، لبنان، تیونس اور مصر وغیرہ کے مسلمان۔ اس موقع کی ایک رنگین فلم تیار کروائی گئی تھی جو مرکز کو ارسال کر دی گئی تھی۔

غالباً 7 مئی 1966ء کو محترم صاحبزادہ صاحب تو تشریف لے گئے مگر حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب اور کچھ اور لوگ مسٹر ابراہیم مدحت کی دعوت پر مکرم کمال یوسف صاحب کی معیت میں سویڈن ان کے گھر واقعہ Södra Sandby تشریف لے گئے۔ سب لوگ مسٹر ذکریہ سن کی کار میں براستہ ہیلسنگ بوری (Helsingborg) گئے۔ میں اور سسٹر ماریانہ ملر اور ایک اور شخص بذریعہ بوٹ مالمو گئے۔ جہاں سے ایک یوگوسلاوین مسلمان کی کار میں گئے۔ ابراہیم مدحت کے گھر سے واپسی پر حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب، مکرم کمال یوسف صاحب، سسٹر ماریانہ مُلر اور میں مسٹر ذکریہ سن کے ساتھ انکی کار میں براستہ ہیلسنگ بوری چلے جہاں سے ہیلسنگ یور (Helsingör) کے لئے فیری لی۔ اس دوران حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب بحری جہاز کے ڈیک پر سمندر کا نظارہ کرنے چلے گئے۔ ہیلسنگ یور واپسی پر شام ہو چکی تھی۔ وہاں کے ایک ریسٹورنٹ میں مسٹر ذکریہ سن کی دعوت پر کھانے کے لئے ٹھہرے۔ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب نے چونکہ اسی رات لنڈن واپس جانا تھا اس لئے ہم نے انہیں کوپن ہیگن کے ہوائی اڈہ پر الوداع کہا اور واپسی پر سسٹر ماریانہ مُلر کی دعوت پر ان کے ہاں کافی پینے کے لئے گئے۔

مسجد نصرت جہاں کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا تھا۔ برادرم مکرم کمال یوسف صاحب اس کی نگرانی کے لئے ہیلے رُپ (Hellerup) سے ویڈو ورے (Hvidovere) آیا کرتے تھے۔ عام دنوں میں وہ روزانہ جاتے تھے یا نہیں اس کا علم نہیں کیونکہ مجھے ایک کمپنی میں ملازمت مل چکی تھی۔ بہرحال ہفتہ اور اتوار کے دن میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتا۔

مسجد کی تعمیر کا کام جاری رہا۔ اپریل 1967ء تک مسجد کے ساتھ مشن ہاؤس کی عمارت کو مکمل ہو گئی لیکن فرش وغیرہ کی پالش، مکان میں رنگ و روغن اور دیگر لوازمات کی فٹنگ کا سارا کام باقی تھا۔ یعنی اب تک صرف عمارت کھڑی ہوئی تھی کہ مسٹر ذکریہ سن نے فنڈز کی کمی کا ذکر کیا کہ انہیں اپنے اندازہ میں غلطی لگی ہے اور وہ کنٹریکٹ کے مطابق مقررہ رقم میں مسجد کی تعمیر کا کام مکمل نہیں کر سکتے۔ ہمارا وکیل مصر تھا کہ کنٹریکٹ کے مطابق مسٹر ذکریہ سن مقررہ رقم میں کام مکمل کرنے کے پابند ہیں۔ مسٹر ذکریہ سن نے مختلف ذرائع سے قرض لینے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ میرا ذاتی خیال تھا کہ چونکہ ذکریہ سن صاحب ڈنمارک سے باہر کام کرتے آئے تھے اور کوپن ہیگن آئے ابھی انہیں تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور اپنی فرم نئی نئی شروع کی تھی اور پھر انہیں تعمیراتی تجربہ بھی نہ تھا۔ کچھ قیمتوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ان سب وجوہات کی بنا پر ان کے تخمینہ میں غلطی ہو گئی تھی اور وہ کنٹریکٹ کے مطابق مسجد کی تعمیر مکمل کرنے سے قاصر تھے۔ ہمارے لئے یہ مشکل تھی کہ مزید فنڈز کے لئے مرکز سے منظوری لینی اور پھر فنڈز کا مہیا کرنا دشوار تھا۔

ہمارے وکیل کا مشورہ بہرحال یہی تھا کہ ذکریہ سن اگر اپنے کنٹریکٹ کے مطابق کام مکمل نہیں کرتے تو اُنکی فرم Zeck

Consult کو بینکرپٹ قرار دلوا دیا جائے۔ یہ ان کے لئے خاصی مشکلات کا دروازہ کھولنے کے مترادف تھا۔ میں نے بہرحال اسی بات پر زور دیا کہ ایسے حالات میں ہمیں ان سے ہمدردی کرنا چاہیئے۔ اس کو انہوں نے بہت سراہا اور بعد میں بھی جب کبھی ملے تو انہوں نے اس کا اظہار کیا۔ مرکز نے بھی الحمداللہ مزید فنڈز کی منظوری دے دی۔

برادرم مکرم کمال یوسف صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ حضورؒ بنفسِ نفیس تشریف لا کر مسجد کا افتتاح فرما دیں۔ یہ عرضداشت منظور ہوگئی اور حضورؒ نے جولائی 1967ء میں کوپن ہیگن آنے کا فیصلہ فرمایا۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ مسجد کے کام میں مشکلات تھیں اور وقت بہت تھوڑا تھا اس لئے ہم لوگ میدانِ عمل میں کود پڑے تا کہ جس طرح بھی بن پڑے کام کو اس حد تک مکمل کر لیں کہ حضورؒ مسجد کا افتتاح فرما سکیں۔ چنانچہ خاکسار نے سب سے پہلے رہائشی مکان کی پینٹنگ کا کام شروع کر دیا۔

ان دنوں ہم لوگ بچوں کے لئے ایک سکول مالمو، سویڈن میں چلاتے تھے اور مکرم کمال یوسف صاحب ہر ہفتہ کی صبح کو کلاس لینے مالمو تشریف لے جاتے تھے۔ سفر ان دنوں بڑے جہاز سے کرتے تھے اس لئے کم از کم تین گھنٹے سے زائد وقت سفر میں گذرتا۔ اس طرح ہفتہ کا دن ان کا مالمو آنے جانے اور وہاں مقیم چند یوگوسلاو بچوں کو ابتدائی اسلام کی باتیں بتانے میں گذرتا۔ مجھے ہفتہ کے دن چھٹی ہوتی تھی۔ میں نے سب سے پہلے رہائشی مکان کے اندرون پینٹنگ کا کام کیا۔ اتوار کے دن برادرم محترم کمال یوسف صاحب بھی شامل ہو جاتے تھے۔ باقی دنوں میں کام سے آنے کے بعد شام کو جو بھی کام ہوسکتا ہم دونوں کرتے تھے۔ ذمہ داری بہت بڑی تھی اور تن تنہا لگے ہوئے تھے اس دھن میں کہ 21 جولائی سے پہلے پہلے اس قابل ہو جائیں کہ حضورؒ مسجد کا افتتاح فرما سکیں۔ پینٹنگ کرتے ہوئے میں بلند آواز سے قرآنی دعاؤں کا وِرد کرتا رہتا تھا۔ رہائشی مکان کے بعد تہ خانہ میں جو کمرے اور مین ہال تھا اس کو پینٹ کیا۔ غسلخانوں میں آئینے وغیرہ نصب کرنے کا کام نیز دوسرے بہت سے چھوٹے چھوٹے کام۔ کام کرنے والا تو کوئی نہیں تھا سوائے برادرم محترم کمال یوسف صاحب کے اور خاکسار کے۔ یہ سب کام ہوا۔ اب جب میں پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو یہی لگتا ہے کہ "بات تھی کچھ محال بھی" لیکن ساتھ ہی یہ آواز بھی آتی ہے کہ یہ سب نصرت دعاؤں کی قبولیت کا ہی نتیجہ تھی۔ سچ ہے

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دُعا دیکھو تو

اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ آخری ایام میں برادرم عبدالسلام میڈسن صاحب بمعہ فیملی کوپن ہیگن تشریف لے آئے تھے۔ جب رہائشی مکان کے لکڑی کے فرش کو پالش کرنے کا مرحلہ آیا تو میرے ساتھ محترمہ مبارکہ میڈسن صاحبہ بھی شامل ہوگئیں۔ فرشوں کی پالش کا کام ویسے بھی کافی محنت طلب تھا۔ مشن ہاؤس کے لئے چینی کے برتن کمروں کے لئے پردے اور ضروری فرنیچر کی خرید میں سسٹر ماریانہ مُلر نے مرکزی کردار ادا کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ وہ دن انتہائی مصروفیت کے دن تھے۔ ہم میں سے ہر کوئی تھکن سے چُور ہو کر فرش پر ہی دراز ہو جاتا۔ کام کی نوعیت اور باہمی جدوجہد کے لحاظ سے بہت بابرکت دن تھے۔ الحمداللہ

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے افتتاح کے لئے بنفسِ نفیس تشریف لانے کی درخواست کو قبول فرما لیا تھا اور اس سلسلہ میں حضورؒ 20 جولائی 1967ء کو بروز جمعرات ہالینڈ سے بذریعہ ریل کوپن ہیگن تشریف آور ہوئے۔ حضورِ انورؒ اور رفقاء کے استقبال کے لئے برادرم مکرم کمال یوسف صاحب، برادرم مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب، مسز مبارکہ میڈسن صاحبہ بمعہ اپنے بیٹے بشیر احمد، کمال احمد کرو صاحب، صاحبزادہ میاں حنیف احمد صاحب، سسٹر ماریانہ مُلر اور خاکسار عبدالرؤف خان کوپن ہیگن ریلوے سٹیشن پر موجود تھے۔ اس زمانے میں ہم میں سے کسی کے پاس بھی موٹر کار نہیں تھی۔ لہٰذا ہم نے حضورِ انورؒ کے دورہ کے مدنظر ایک موٹر کار کرایہ پر لی تھی۔ اس موٹر کار میں حضورِ انورؒ مشن ہاؤس تشریف لائے۔

21 جولائی 1967ء بوقت ڈیڑھ بجے دن جمعہ کی نماز اور مسجد کے افتتاح کے لئے وقت مقرر تھا۔ افتتاح میں شرکت کے لئے بہت سے لوگوں کو دعوت دی گئی تھی۔ ٹی وی اور اخباری نمائندگان کی ایک بڑی تعداد شامل ہوئی۔ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے تہ خانہ اور باغ میں لوگوں کی نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضورِ انورؒ ٹھیک ڈیڑھ بجے

مسجد میں تشریف لائے۔ نمازِ جمعہ کے بعد مسجد کے افتتاح کی کاروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم برادرم محمود ایرکسن صاحب (سویڈش) نے کی پھر مکرم نور احمد بولستاد صاحب (نارویجین)، محمود ایرکسن صاحب (سویڈش)، عبدالسلام میڈسن صاحب (ڈینش) اور مکرم حسین ذین صاحب نے علی الترتیب ناروے، سویڈن اور ڈنمارک کی اور عرب مسلمانوں کی جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضورِ انورؒ کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد حضورِ انورؒ نے اپنا افتتاحی ایڈریس پڑھا جس کا رواں ڈینش ترجمہ مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب نے کیا۔ حضورِ انورؒ نے فرمایا:

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے فضل سے ہمیں یہاں مسجد بنانے کی توفیق بخشی۔ حضورِ انورؒ نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو ایک اور صرف ایک خدا کی عبادت کرنا چاہتا ہے۔ یہ گھر واحد و یگانہ خدا تعالیٰ کی پرستش کے لئے بنایا گیا ہے۔"

حضورِ انورؒ کے افتتاحی خطاب کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

اس تقریب میں اسلامی ممالک کے بعض سفیروں کے علاوہ دیگر تقریباً ہر ملک وملت کے لوگ شامل تھے۔ مسجد میں جگہ پُر تھی۔ ایک کثیر تعداد میں لوگ باہر کھڑے تھے اور بہت ہجوم تھا۔ بیٹھنے کے لئے جو جگہیں تھیں سب کی سب پُر تھیں۔ اس زمانہ میں اتنا تعصب نہیں تھا اس لئے بیشمار لوگ شوق سے اس تقریب میں شامل ہوئے۔ ٹی وی اور اخبارات نے وسیع پیمانہ پر اس تقریب کا ذکر کیا۔ جہاں تک اندازہ ہے تقریباً 84 چھوٹے بڑے ڈینش اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی۔ بعض نے تو خاصی تفصیل سے ذکر کیا۔

اس موقعہ پر مبلغین میں سے مندرجہ ذیل موجود تھے۔ مکرم سید کمال یوسف صاحب مبلغ انچارج ڈنمارک، مکرم بشیر احمد رفیق صاحب لنڈن مشن، مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب انچارج مبلغ ہمبرگ جرمنی، مکرم فضل الٰہی صاحب انوری مبلغ جرمنی فرانکفرٹ سے، مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ، مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ انچارج سپین، مکرم محمود ایرکسن صاحب اعزازی مبلغ سویڈن، مکرم نور احمد بولستاد صاحب اعزازی مبلغ ناروے، مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب اعزازی مبلغ ڈنمارک، مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ۔ ان کے علاوہ بعض احمدی دوست دور دور سے اس مبارک تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ مثلاً مستری فضل الدین صاحب نیروبی سے، ڈاکٹر مرزا بشارت احمد صاحب اوہیو امریکہ سے، لنڈن سے چار احباب تشریف لائے جن میں محمود احمد صاحب آڈیٹر بھی شامل تھے۔

افتتاحی تقریر اور اجتماعی دعا کے بعد حضور انورؒ اندرونِ خانہ تشریف لے گئے جہاں ڈرائنگ روم میں پریس کانفرنس کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ خاکسار نے مہمانوں کی دیکھ بھال و ریفریشمنٹ کروانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس کے بعد ہم نے کھانے کے انتظام کی طرف توجہ کی۔

حضورر انورؒ اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور بیگمات کے علاوہ دیگر افرادِ خاندان (صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب اور نوابزادہ میاں عباس احمد صاحب وغیرہ) بھی حضور انورؒ کے ساتھ مشن ہاؤس میں مقیم تھے۔

کھانا بنانے اور سَرو کرنے کی ذمہ داری میری تھی اور بطور معاون سسٹر ماریانہ مُلر صاحبہ، مسز مبارکہ میڈسن صاحبہ اور جمیلہ کوپ مان (جرمنی) موجود تھیں۔ ہم نے یہ ذمہ داری کیسے نبھائی یہ ایک طویل داستان ہے۔ مختصراً یہ کہ کھانا بنانے کے لئے مناسب جگہ نہیں تھی یعنی مشن ہاؤس میں ابھی باورچی خانہ موجود نہیں تھا اور نہ برتن دھونے کی جگہ اور نہ ہی کوئی الماری۔ غرض کچھ بھی موجود نہیں تھا۔ تہ خانہ کے ایک اس حصہ میں جو کہ سٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا عارضی طور پر ایک چولھا رکھا گیا۔ برتن دھونے کے لئے ایک بیسن ہیٹنگ روم میں بوائلر (Boiler) کے ساتھ لگایا گیا جہاں بمشکل ایک آدمی کھڑا ہو سکتا تھا۔ یہاں ہم لوگوں نے جتنے دن حضورِ انورؒ کوپن ہیگن مقیم رہے (20 تا 26 جولائی 1967ء) کھانا بھی بنایا۔ برتن بھی صاف کئے۔ صبح کا ناشتہ بھی بنایا۔ میں نے ایک وقت میں بارہ بارہ سو برتن دھوئے۔

جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ مسجد کا کام ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔ باورچی خانہ کی تو ابھی منظوری بھی نہیں ملی تھی۔ اس کے باوجود یہ سب کام محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے بخیر وخوبی طے پا

گئے۔ کیسے ہوا! الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

حضورِانورؒ نے اس دوران ایک مشنری کانفرنس میں حصہ لیا۔ ایک پادریوں کی کانفرنس میں شمولیت کی۔ اور پھر کوپن ہیگن کے لارڈ میئر نے حضورِانورؒ کے اعزاز میں ایک ریسیپشن ٹاؤن ہال کوپن ہیگن میں دی۔ ایک روز قبل از دوپہر حضورِانور ہیلسنگ یور بھی تشریف لے گئے۔ 24 جولائی کو ڈاکٹر قانتہ صاحبہ، مس انگا لیسے (Miss Ingalise) اور نثار خان صاحب نے بیعت کی۔

27 جولائی 1967ء کو حضورِانورؒ بذریعہ ہوائی جہاز کوپن ہیگن سے لندن کے لئے روانہ ہوئے اور ہم سب لوگ حضورِانورؒ کے ساتھ کوپن ہیگن کے ہوائی اڈہ پر گئے۔ الحمدللہ

حضورِانورؒ کی کوپن ہیگن تشریف آوری، افتتاحی تقریب اور دیگر مصروفیات کے دوران برادرم مکرم سید کمال یوسف صاحب مکمل طور پر حضورِانورؒ کی خدمت میں حاضر رہے۔ خاکسار مہمان نوازی کے علاوہ فوٹوگرافی کے اہم کام کی طرف متوجہ رہا۔

جہاں تک فوٹوگرافی کا تعلق ہے تو اس کی ابتدا کچھ اس طرح ہوئی کہ جب میں دیال سنگھ کالج لاہور میں F.Sc Med کا طالبعلم تھا تو میری اپنے ایک کلاس فیلو صغیر عالم صاحب سے دوستی ہوگئی جنکی انارکلی لاہور میں عالم برادرز کے نام سے فوٹوگرافی کی ایک دوکان تھی۔ میں ان کی دوکان پر اکثر جایا کرتا تھا۔ وہاں ان سے فلم کی ڈیویلپنگ سیکھ لی اور بعدازاں پرنٹ وغیرہ بنانے اور انلارج کرنے کا طریقہ بھی سیکھ لیا۔ یہی ابتدائی فوٹوگرافی سے تعلق ڈنمارک میں کام آیا۔ جیسا کہ بین السطور ذکر آ ہی چکا ہے کہ اس زمانہ میں جماعت کی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی پروفیشنل فوٹوگرافر کو بلوایا جائے۔ چنانچہ یہ کام بھی میں نے خود ہی کیا۔ میرے پاس جرمنی کا بنا ہوا ایک کیمرہ Rolic Cord تھا جو میں نے عدن سے خریدا تھا۔ اسی سے فوٹوگرافی کی اور مسجد کے تہ خانہ میں ڈارک روم بنا کر ڈیویلپنگ و پرنٹنگ کا کام کیا اور اسی طرح enlarger کی مدد سے enlargements بھی خود ہی بنائے۔ اس طرح اپنی استطاعت کے مطابق جماعتی تاریخ کو محفوظ کیا۔ اکثر تصاویر جو جماعتی رسائل میں شائع ہوئیں وہ میری ہی بنائی ہوئی ہیں۔ (الحمدللہ) (میں نے ان میں سے اکثر تصاویر مکرم و محترم سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم کو دیں ہیں اور ایک خاصی تعداد سلائیڈز (Slides - diapositives) کی خلافت لائبریری ربوہ کو تحفۃً دے دیں)۔

اس دوران میں نے بڑے ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے ریکارڈنگ کا کام بھی کیا جسکی تفصیل میں جانے کا یہاں موقع نہیں۔

ان دنوں خاکسار، مسٹر ماریانہ مُلر صاحبہ اور مسز مبارکہ میڈسن صاحبہ شاز ہی رات کو دو یا تین گھنٹے کے لئے اپنی رہائش گاہ پر آرام کے لئے جا سکے۔ ہر قسم کی سہولیات کی نفی تھی۔ اس کے باوجود ہم لوگ کہاں تک اپنے کام کو پورا کر سکے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ احساسِ ذمہ داری سے راتوں کی نیند مفقود تھی۔ اور یہ ایام بہت لمبے دکھائی دیتے تھے۔ حضورِانورؒ کی موجودگی اور حضورِانورؒ کی دعاؤں کے مدّنظر یہ ایام نہایت ہی بابرکت اور انمول تھے اور آہ کہ بہت جلد بیت گئے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ان کی خدمات کو قبول کرتے ہوئے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ میرے دل میں اب بھی یہ تمنا ہے کہ کاش وہ سہانے لمحات پھر لوٹ آئیں۔

زمانے نے گو کروٹیں لاکھ بدلیں
مگر بیتے دن لوٹ کر پھر نہ آئے

> جماعت احمدیہ بیٹن کی نئی تعمیر ہونے والی مرکزی مسجد ''مسجد المہدی'، پورتو نوو کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
>
> "پس ایک مومن کے لئے یہ دنیا ایسی ہے جس میں بہت پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے ایمانوں کی حفاظت کی ضرورت ہے اور ایمان کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے بغیر ممکن نہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ عبادالرحمٰن بنے۔ اس رحمٰن خدا کے آگے جھکنے والا بنے جس نے بے شمار انعامات سے ہمیں نوازا ہے۔ ان انعامات میں سے آج دیکھ رہے ہیں یہ خوبصورت مسجد بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس مسجد کا مقصد اور ہر مسجد کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہم خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے اس میں جمع ہوں۔ پس شکرگزاری کا ایک بہت بڑا طریق یہ ہے کہ اس مسجد کو ہمیشہ آباد کرنے کی طرف ہماری توجہ رہے۔ جماعت کی ہر مسجد ہمیں آباد نظر آنی چاہئے اور مسجد کی آبادی کیا ہے؟ جیسا کہ مَیں نے کہا مسجد کی آبادی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پانچ وقت مسجد میں آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے مسجد حاضر ہونا ہے۔"

بونسائی

مکرم انور احمد رشید صاحب

ہم میں سے اکثر احباب کراٹے کی فلموں کی وساطت سے بونسائی درختوں سے متعارف ہوئے ہیں۔Bonsai کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ یہ ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعہ جِن کو بونا بنایا جاسکتا ہے۔

اس فن کی ابتدا چین سے ہوئی۔200 سال قبل مسیح شِن بادشاہ کے عہد میں اس فن کا ذکر ملتا ہے۔اس فن کو چینی زبان میں Pén-tsing کہا جاتا ہے۔ جاپانی تحریروں میں اس فن کا ذکر 1100ء سے ملتا ہے۔ جاپانی میں پیالہ کو Bon اور پودا کو Sai کہا جاتا ہے اور ان کا مرکب Bonsai کہلایا یعنی پیالہ میں پودا۔

ابتدا میں اس آرٹ تک صرف اعلیٰ طبقہ کی رسائی تھی تاہم آجکل اس فن تک ہر طبقہ کی رسائی ہو چکی ہے اور آپ چند سو کرونرز میں بونسائی پودا دکان سے خرید سکتے ہیں۔

بونسائی کے پودے کی قیمت درج ذیل امور سے متعین کی جاتی ہے۔اسکی خوبصورتی، پودے پر کتنا وقت صرف کیا گیا ہے اور پودے کی عمر کیا ہے۔بعض ممالک میں ابھی بھی لوگ اس کی خرید پر لاکھوں روپے صرف کر دیتے ہیں۔ویسے آج کل آپ صرف چند ہزار کے ابتدائی سرمایہ سے اس شوق کی ابتدا کر سکتے ہیں۔

ایک تاثر جو کہ بہت عام ہے کہ بونسائی نامی ایک خاص درخت ہے جو کہ قدرتی طور پر جاپان کے جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ تمام بونسائی پودے عام پودے ہیں جو کہ گملے میں لگائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تاثر کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جاپان میں وہاں کے مقامی پودوں کا ہی انتخاب کیا جاتا ہے۔ ہر ملک کے شائقین اپنے ذوق کے مطابق اپنے ملک کے پودے کا انتخاب کر سکتے ہیں جو کہ ان کے ماحول کے مطابق موزوں ہوں۔

پودوں کو کانٹ چھانٹ، تراشنے اور پٹیوں سے باندھ کر مطلوبہ شکل میں ڈھالا جاتا ہے۔پودوں کو پٹیوں میں اس لئے نہیں باندھا جاتا کہ پودا پست قامت رہ جائے بلکہ اس کی ٹہنیوں کی مختلف مقامات پر مطلوبہ نشو نما کرنا مقصود ہوتا ہے۔گملے میں مٹی کی قلیل مقدار پودے کی نشو نما کی راہ میں حائل ہو کر اسے اس کے قدرتی سائز تک نہیں پہنچنے دیتی۔ اسی طرح پودے کی نگہداشت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کا بنیادی میٹیریل کیا ہے۔ تمام دوسرے پودوں کی طرح انہیں بھی پانی اور روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔

چونکہ گملوں میں مٹی کی مقدار بہت کم ہوتی ہے اور گملے کا سائز بہت چھوٹا کر دیا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے پانی کی ذرا سی بھی کمی بیشی اور نگہداشت میں غفلت پودے کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔اسی طرح ان کی جڑیں زیادہ سردی بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔

اگر آپ بونسائی بنانا چاہتے ہیں تو 40-50 cm اونچے پودے کا انتخاب کرنا چاہیئے۔اگر چہ یہ تھوڑا سا مہنگا ہوگا تاہم یہ اپنا نظام مضبوطی سے قائم کر چکا ہوگا اور اس کو شکل دینا بھی آسان ہوگا اور ناکامی کا تناسب کم ہوگا۔

جنگل میں اُگے ہوئے پودے کا انتخاب بھی کیا جاسکتا ہے تاہم آپ کو کم از کم ایک سیزن انتظار کرنا پڑے گا تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ پودا گملے میں چل پڑا ہے۔ اس کے بعد آپ تراش خراش کر سکتے ہیں۔اسی طرح بڑے پودوں کی قلمیں لگا کر بھی چھوٹے پودے تیار کئے جاسکتے ہیں تاہم یہ پراسس زیادہ وقت چاہتا ہے اور بونسائی کی ابتدائی

شکل بننے تک کئی سال لگ جاتے ہیں۔

آپ جب بھی کسی پودے کا انتخاب کریں تو اس پودہ کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لیں کہ یہ پودہ کس قسم کے ماحول کو پسند کرتا ہے، کتنی دھوپ چاہتا ہے اور کتنا پانی درکار ہوتا ہے۔ تراش خراش اور پٹیاں باندھنے کے متعلق اگر آپ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ بونسائی کے شوقین حضرات کے کلب سے بھی منسلک ہو سکتے ہیں یا اس سلسلہ میں انٹرنیٹ پر موجود معلومات سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

سب سے پیارا رفیق

''حیاتِ نور'' میں بروایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ مرقوم ہے:

''ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی بیویوں میں یہ دلچسپ اختلاف ہو گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ان میں سے کس کے خاوند کے ساتھ زیادہ محبت ہے آخر معاملہ حضرت اماں جانؓ تک پہنچا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میرے علم میں تو بڑے مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اولؓ) کے ساتھ زیادہ محبت ہے مگر ابھی امتحان کئے لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ آپ کے سب سے زیادہ پیارے رفیق...... ابھی آپ اس فقرہ کو پورا نہیں کرنے پائی تھیں کہ حضرت اقدس نے جلدی سے فرمایا: کیوں مولوی نورالدین صاحب کی کیا بات ہے؟ اور اس طرح حل شدہ مسئلہ کی تصدیق ہو گئی۔''

(حیاتِ نور صفحہ 310)

غزل

مکرمہ شاہدہ متین سجاد صاحبہ

شب کی تنہائیوں میں اکثر سوچتی رہتی ہوں میں
چپکے چپکے اپنے آپ سے کہتی ہوں میں

کیسے نشتر چبھ گیا سوئے پھپھولوں میں آج
جاگتے زخموں کو اپنے پیار سے دھوتی ہوں میں

موند لیتی ہوں مَیں آنکھیں تِرے ملنے کے لیے
جھوٹے سپنوں کے گھروندے توڑتی رہتی ہوں میں

شدتِ شوقِ وصل تھی محوِ سخن دیر تلک
بن کے نغمہ روح میں آخر اُتر جاتی ہوں مَیں

تیری ظالم یادوں کی شمع رات بھر سلگتی ہے
کوئی پروانہ نہ بھٹکے پہرہ پہ رہتی ہوں میں

خشک سمندر گیلا ساحل اور تڑپتی مچھلیاں
کیوں راہ مچھیرا بھول گیا سوچتی رہتی ہوں میں

اک تمنا اک جنوں ہے تیرے ملنے کا مجھے
بند کواڑوں کو ہمیشہ کھول کے رکھتی ہوں میں

جلتے صحراؤں میں آشاؤں کا آنچل اوڑھے
ترے قدموں کو شب وروز سُنا کرتی ہوں میں

مجلس انصار اللہ سویڈن
سالانہ رپورٹ 2009ء

مرتبہ مکرم سجاد احمد

خاکسار اس وقت مجلس انصار اللہ کی رواں مالی سال کی مصروفیات پر مبنی ایک رپورٹ پیش کرے گا۔ یہاں یہ عرض ہے کہ یہ مجلس کے اس سال کے دوران ہونے والے کاموں کی تفصیل نہیں بلکہ ایک مختصر خاکہ ہے۔

- انصار اللہ کے لئے Hjärt-lung räddning کا کورس مورخہ 8 فروری بروز اتوار دوپہر 12 بجے تا 3 بجے کے درمیان کروایا گیا۔ یہ کورس مکرم ڈاکٹر انس احمد رشید صاحب اور مکرم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب نے ملکر منعقد کروایا۔
- کتاب چالیس جواہر پارے کا سویڈش ترجمہ مکمل ہوا اور اسکی 500 کاپیاں print کروائی گئیں۔
- ماہ مارچ کے دوران مجلس انصار اللہ کا انٹرنیٹ ہوم پیج رجسٹر کروالیا گیا اور اسکو ایک ابتدائی شکل دے دی گئی ہے مگر اس پر مزید کام ابھی باقی ہے۔ اگر آپ اینٹرنیٹ پر ansarullah.se لکھیں تو انصار اللہ کا ہوم پیج کھل جائے گا۔
- اسی ماہ کے دوران مجلس میں اطلاعات کے نظام کو بہتر بنانے کی غرض سے sms کے نظام سے استفادہ کرنا شروع کیا گیا۔
- مورخہ 29 اپریل کو شعبہ تبلیغ کی جانب سے ناصر مسجد میں ایک کامیاب تبلیغی نشست کا انتظام کیا گیا۔
- ماہ مئی و جون کے دوران شعبہ مال کی جانب سے کئی ممبران کو انکے چندہ جات کی ادائیگی کی رپورٹ تیار کر کے ان تک پہنچائی گئی۔
- مجلس انصار اللہ کو بحیثیت ایک förening رجسٹر کروالیا گیا۔
- سہ ماہی رسالہ الھدیٰ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔
- ای میل کے نظام سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے تمام انصار کو مجلس کی مصروفیات، مرکز سے موصولہ سرکولر اور قوائد وضوابط مجلس انصار اللہ جیسی معلومات فراہم کی گئی۔
- گوتھن برگ مجلس انصار اللہ کے شعبہ تعلیم القرآن کے تحت ہر اتوار کو بڑی باقاعدگی سے قرآن کلاس منعقد کی جارہی ہے۔
- مجلس انصار اللہ کے تحت جماعتی کتب کی فروخت نیز تبلیغی مقاصد کی غرض سے قائم سٹال kviberg مارکیٹ گوتھن برگ میں باقاعدگی سے لگایا جارہا ہے۔ اس کام کی نگرانی مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب کرتے ہیں اور مجلس انصار اللہ کے اراکین باری باری اس سٹال پر ڈیوٹی دیتے ہیں۔
- مورخہ 8 اگست 2009ء اور مورخہ 10 اکتوبر 2009ء مجلس گوتھن کی جانب سے انصار کے لئے اجتماع 2009ء کی تیاری کروانے کے لئے دو عدد یک روزہ کیمپ منعقد کروائے گئے۔ ان دونوں کیمپوں میں انصار کی تسلی بخش حاضری رہی اور سب نے ایسے کیمپوں کے لئے دلچسپی کا اظہار کیا۔

محترم شاہ صاحب کے ساتھ ایک شام

مکرم ومحترم سیّد محمود شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان جون 2009ء کے آخری ہفتہ میں سویڈن کے دورہ پر تشریف لائے۔اس دوراں انہوں نے ازراہِ شفقت نیشنل ولوکل مجلسِ عاملہ انصاراللہ نیز مجلسِ عامہ یوتھے بوری کے ساتھ ایک مجلس کی۔اس مجلس میں انہوں نے اپنے خطاب سے بھی مستفیذ فرمایا۔اس خطاب میں انہوں نے خلافت سے وفا اور اطاعت اور محبت پر زور دیا کہ تمام ترقیات کا انحصار خلافت کے ساتھ کامل وفا کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہی وابستہ ہے۔اسی کے ساتھ اس بات کی بھی تلقین فرمائی کہ اپنی اولادوں کی بھی ایسی تربیت کریں کہ وہ بھی خلیفۂ وقت کے ساتھ مکمل اطاعت اور وفا کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہو جائیں۔ بعد ازاں محفلِ سوال و جواب میں حاضرین کے سوالات کے خاطر خواہ جوابات دیئے گئے۔

اس کے بعد مجلس انصاراللہ کی طرف سے ضیافت کا انتظام تھا۔اس پروگرام میں انصار بھائیوں کی حاضری تسلی بخش رہی اور سب نے نہایت دلجمعی سے اس میں حصہ لیا۔

بیسواں سالانہ اجتماع
مجلس انصار اللہ سویڈن
24-25 اکتوبر 2009ء

رپورٹ مرتبہ مکرم سجاد احمد صاحب قائد عمومی

نظام جماعت کے دیئے ہوئے تربیتی پروگراموں میں اجتماعات ایک ایسا شاندار نظام ہے کہ ان میں تعلیم و تربیت کا پہلو ہر سُو نظر آتا ہے۔ روحانی اور جسمانی ترقی کے مواقعوں سے بھرپور یہ اجتماعات باہمی اتحاد اور یک جہتی کا باعث بنتے ہیں۔ اجتماع میں کھیلوں اور دینی مقابلہ جات کی تیاری جہاں ہر ایک نے انفرادی طور پر کی وہاں اس غرض سے امسال مجلس انصار اللہ سویڈن نے دو ایک روزہ کیمپ ناصر مسجد گوتھن برگ میں منعقد کئے۔ یہ کیمپ مورخہ 8 اگست اور مورخہ 10 اکتوبر منعقد کئے گئے جن سے انصار نے بھرپور استفادہ کیا۔

قائم مقام صدر مکرم انور احمد رشید صاحب کی صدارت میں اجتماع کا آغاز مکرم نصیر الحق صاحب کی تلاوت قرآن پاک بمعہ اردو ترجمہ ہوا۔ تلاوت کی گئی آیات کا سویڈش ترجمہ خاکسار نے پیش کیا۔ پھر مکرم انور صاحب نے عہد نامہ انصار اللہ اردو اور سویڈش زبان میں دہرایا۔ مکرم مرزا بشارت احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم محمود احمد شمس صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن نے انصار سے اردو اور سویڈش زبان میں افتتاحی خطاب کیا۔ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس انصار اللہ سویڈن کے سالانہ اجتماع کے موقع پر اپنا خصوصی پیغام ارسال فرمایا۔ صدر صاحب کی درخواست پر مکرم مربی صاحب نے وہ

پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس پیغام کا سویڈش ترجمہ قائم مقام صدر صاحب نے انصار کو پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد اس کے اردو اور سویڈش میں print-out تمام انصار میں تقسیم کئے گئے۔ اس کے بعد اجتماعی دعا کروائی گئی۔

افتتاحی تقریب ختم ہونے کے بعد انصار کے کھیلوں کے مقابلہ جات شروع ہو گئے۔ ان کھیلوں میں 100 میٹر دوڑ اور 500 میٹر کی تیز چلنے کے مقابلہ جات کے علاوہ مشاہدہ و معائنہ، پیغام رسانی نیز میوزیکل چیئرز جیسے دلچسپ مقابلے سر فہرست ہیں۔ انصار نے باوجود بارش کے ان کھیلوں میں بھرپور حصہ لیا۔ کھیلوں کے مقابلوں کا انتظام مکرم الطاف الرحمان صاحب اور مکرم مرزا مولود بیگ صاحب نے بہت عمدہ طریق پر کیا۔ پیغام رسانی کا مقابلہ انتہائی دلچسپی کا مرکز بنا۔ اس میں چھ چھ افراد پر مشتمل تین ٹیموں نے حصہ لیا۔ عمر کے ساتھ حافظہ کمزور ہو جاتا ہے اور پیغام رسانی کا یہ مقابلہ اس امر کی خاص دلیل ہے۔ دلچسپ مقابلے کے بعد مالمو کی ٹیم نے یہ مقابلہ جیت لیا۔ دوسرے نمبر پر گوتھن برگ کی ٹیم رہی۔ دیگر مختلف کھیلوں کے مقابلوں کے نتائج مندرجہ ذیل رہے۔

100 میٹر دوڑ: اول مرزا مولود بیگ صاحب۔ دوئم نصیر الحق صاحب۔ سوئم طارق کُھر د صاحب

500 تیز واک: اول نصیر الحق صاحب۔ دوئم زکریا خان صاحب۔ سوئم انور خان نیازی صاحب

میوزیکل چیئرز: اول مبشر سعید راجہ صاحب۔ دوئم چوہدری منیر احمد صاحب۔سوئم مرزا ابشارت احمد صاحب

پیغام رسانی: اول مالمو کی ٹیم ۔ دوئم گوتھن برگ کی ٹیم

مشاہدہ و معائنہ: اول انور احمد رشید صاحب۔دوئم محمد زکریا خان صاحب سوئم نصیر الحق صاحب۔

کھیلوں کے یہ مقابلے پہلے روز مؤرخہ 24 اکتوبر کی شام تک جاری رہے۔سہ پہر تین بجے نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں ۔پھر کھانا پیش کیا گیا۔شام 5 بجے پندرہویں نیشنل مجلس شوریٰ کا آغاز ہوا جو تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی۔اس مجلس کے اختتام پر نماز مغرب وعشاء ادا کی گئی۔اس کے بعد احباب کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔

اگلے روز مؤرخہ 25 اکتوبر 2009ء علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔امسال اجتماع سے کئی ہفتے قبل علمی نصاب کو کئی مرتبہ سرکولیٹ کیا گیا تا کہ ہر ناصر کو علم ہو کہ ان مقابلوں میں شمولیت کے لئے کس طرح تیاری کرنا ہوگی۔ بالخصوص شعبہ تعلیم القرآن کی جانب سے ہر ناصر کے لئے نصاب میں شامل قرآنی آیات واحادیث ودیگر نصاب کی فائیل بنا کر مہیا کی گئی۔

علمی مقابلہ جات میں مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی:

تلاوت قرآن: اول محمد انور خان نیازی صاحب۔دوئم محمود احمد شمس صاحب۔سوئم انور احمد رشید صاحب

حفظِ قرآن: اول محمود احمد شمس صاحب۔دوئم نصیر احمد وسیم صاحب۔ سوئم محمد انور خان نیازی صاحب

نظم: اول محمد انور خان نیازی صاحب ۔ دوئم قریشی فیروز محی الدین صاحب۔سوئم محمود احمد شمس صاحب

تقریر: اول عبدالکریم لون صاحب۔دوئم محمد انور خان نیازی صاحب

پرچہ دینی معلومات: اول عبد القدیر صاحب۔دوئم محمود احمد شمس صاحب سوئم خالد محمود چیمہ صاحب

شعبہ تعلیم القرآن کی طرف سے ان تمام انصار کو انعامات دیئے گئے جنہوں نے امسال رمضان کے دوران قرآن کریم ناظرہ کے دو دور مکمل کئے۔ان احباب کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

گوتھن برگ سے مکرم انور احمد رشید صاحب، مکرم عبدالمجید ڈوگر صاحب، مکرم غلام محمد صاحب، مکرم عبداللطیف انور صاحب، مکرم نصیر الحق صاحب، مکرم انور خان نیازی صاحب، مکرم محمود احمد شمس صاحب۔

مالمو سے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب۔مکرم ذکریا خان صاحب۔مکرم عبد الرؤف خان صاحب اور مکرم عبدالحمید خان صاحب۔

دو پہر دو بجے نماز ظہر وعصر ادا کی گئی۔اس کے بعد احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

وقفہ کے بعد مجلس انصار اللہ سویڈن کے بیسویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس کا آغاز ہوا۔مکرم محمود احمد شمس صاحب، امیر جماعت احمدیہ سویڈن نے تلاوت قرآن کریم بمعہ اردو ترجمہ کی۔مکرم محمد انور خان نیازی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔خاکسار نے مجلس انصار اللہ سویڈن کی سالانہ رپورٹ سال 2009ء پڑھ کر سنائی۔مکرمی مربی سلسلہ آغا یحیٰی خان صاحب نے حضور انور کے پیغام کی روشنی میں انصار کو نصائح کیں۔اس کے بعد تقسیم انعامات کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ قائم مقام صدر مجلس انصار اللہ مکرم انور احمد رشید صاحب نے مجلس سے اختتامی خطاب کیا اور دعا کروائی۔

ضروری اعلان

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت
مکرم مامون الرشید صاحب ڈوگر کو مجلس انصار اللہ
سویڈن کا آئندہ دو سال کے لئے
صدر مجلس
مقرر فرمایا ہے
اور
اسی طرح مکرم نثار یوسف صاحب کی تقرری آئندہ
دو سال کے لئے بحیثیت
نائب صدر صفِ دوئم
فرمائی ہے۔
اللہ تعالیٰ ان ہر دو کو یہ اعزاز نہایت مبارک فرمائے
اور انہیں مقبول خدمتِ دین کرنے کی بھرپور توفیق
عطا فرمائے۔